ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

میر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ١٠ — کلکتہ: چہارشنبہ ٣ ربیع الثانی ١٣٣١ ہجری — جلد ٢
Calcutta: Wednesday, March 12, 1913.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor :

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ — کلکتہ: چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, March 12, 1913.

فہرس

— * —

تلغراف خصوصي	۱
شـذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
حدیث الغاشیہ (۳)	٥
مقـالات	
تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ	۹
استعفا اور خط	۱۰
اولڈ بوائز ایسوسي ایشن	۱۱
شئـون عثمـانیہ	
مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث	۱۲
مراسـلات	
یادگار حادثۂ هائلۂ مشہد مقدس	۱۳
فہرست زر اعانہ دولت علیہ اسلامیہ	۱۴
نامـوران غـزوۂ بلقـان	
سرگذشت انقلاف (٥)	۱٥

تصـاویـر

— * —

باب عالي کے دروازے پر انقلاب خواہونکا ہجوم	صفحۂ خاص
مشہور " ارشک " پلٹن کے سپاہي	صفحۂ خاص
جمال عشق و شرافت	۹
مشہور مجاہد دستور (نیازي بے)	۱٥
نامور مدافع ملي (غازي عزیز بک)	۱٦
(غازي انور بے) موٹرکار میں بیٹھکر طبرق جا رہے ہیں	۱٦

تلغـراف خصـوصـي

فـتـح عظیـم

—:*:—

بحـري کار نـامے

— * —

(قسطنطنیہ : ۱۳ - مـارچ)

— * —

بجـواب " الهـلال "

تسخیر (جانینا) کي یہاں کوئي خبر نہیں دي گئي ہے - البتہ جنگ شدید کي خبریں برابر ملتي رہیں - بلغاریوں اور یونانیوں میں باہم تباہ کن جنگ شروع ہوگئي - "تصریر افکار" کا تار چھپا ہے کہ ابتک ۱۲ - سو بلغاري اور ایک ہزار یوناني باہم دگر لڑکر مقتول ہو چکے ہیں -

(۲)

تائید الهي ایک نصرت عظیم کي صورت میں ظاہر ہوئي - " حمیدیہ " جہاز کي آتش افشانیوں نے سروین استحکامات جنگ میں ہلاکت اور تباہي پھیلا دي - میڈوا میں فوجي بارک مع سپاہیوں کے خاک کا ڈھیر ہوگئي - رسد اور غلہ کے ذخائر برباد ہوگئے -

التمـاس

(۱) نمبر ۷ ' و ۸ ' جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر حاضر خدمت کئے جائینگے - شائقین ذرا توقف فرمائیں -

منیجر

شذرات

مسٹر مظہر الحق کا استعفا

ذالک، فلیتنافس المتنافسون!

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد، و منهم سابق بالخيرات باذن الله، ذالک هو الفضل الكبير (۳۵: ۳۱)

اس جماعت میں کچھہ لوگ تو ایسے ہیں جو طریق ہدایت و صداقت کو چھوڑ کر اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں - بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں، اور پھر انہی میں بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں، جو اعمال نیک میں راست بازانہ پیش قدمی کرتے ہیں - یہ الله کا بہت بڑا فضل ہے جسکی انکو توفیق دی گئی ہے -

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھہ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے!

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نکتہ چیں ہوں، منقبت سرا نہیں - میرا دستور العمل یہ ہے:

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفی
تو از قبیلۂ عشقی، وظیفہ ات غزل ست

حق گوئی کی راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتی ہیں: دولت و طاقت، اور ذاتی تعلقات و وابستگی - انکے زمانے میں احباب کم از کم اسکا تو اندازہ کرچکے ہیں کہ الحمد لله یہ دونوں پتھر میری راہ میں حائل نہیں ہوسکتے:

هم کعبه و هم بتکده سنگ ره ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

دولت و طاقت اور حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھہ اپنا حال ہے، وہ محتاج بیان نہیں - زبان اور قلم، دونوں اسکا جواب دیسکتے ہیں - رہے ذاتی تعلقات، تو آپ دیکھہ رہے ہیں کہ یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے لیے واقعی پر از اشکال تھے - مسٹر محمد علی نہ صرف میرے ایسے دوست ہی ہیں، جن سے دوستانہ حد سے بھی گذر کر، برادرانہ و عزیزانہ تعلقات رکھتا ہوں، بلکہ یہ بھی ہے کہ مجھکو انکی دوستی نہایت عزیز ہے - تاہم کچھہ دنوں تک خاموش رہا اور پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے اور رائے کا سوال ہے - تعلقات کی ایسی تاروں کی کیا حقیقت ہے؟ اس راہ میں تو زنجیریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں -

پس جو کچھہ میری رائے تھی، بلا تامل حوالۂ قلم کردی -

دوستی کیا چیز ہے؟ ہماری خون اور نسل کی رشتہ داریوں کو بھی حق اور عقیدے کے آگے ہیچ ہونا چاہیے -

با ایں ہمہ میری نکتہ چینی ہی آج مجھکو مجبور کرتی ہے کہ (مسٹر مظہر الحق) کی تعریف میں جسقدر ممکن ہو، اسراف کروں - وہ اسراف نہیں، بلکہ عین اعدل ہے -

میں دیکھہ رہا ہوں کہ زمانہ کس قدر پر آشوب ہے، اور حق و راستی کی مظلومی کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکی ہے؟ کوئی نہیں جو اسکی خاطر تھوڑی سی تکلیف گوارا کرلے - کوئی نہیں جو خدا کی خوشنودی کی خاطر اسکے چند بندوں کا غصہ جھیل لے، اور پھر کوئی نہیں جو اپنے قول ہی کی عزت کیلیے اپنے عمل کو بھی قابل عزت بنائے - ہر دعوا دلیل سے محروم، ہر قول عمل کا مخالف، اور ہر سفیدی نمایش اور نفاق کی سیاہی سے آلودہ! تعریف کی خواہش سے دماغ مخبوط ہو رہے ہیں، مگر کوئی نہیں جو پہلے تھوڑی سی مذمت گوارا کرکے، تعریف کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرے - حالانکہ کوئی دوستی بغیر دشمنی کے، کوئی محبوبی بغیر مبغوضی کے، اور کوئی تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہو سکتی - جو لوگ دنیا سے "تعریف و مدح" مانگتے ہیں، انکو پہلے بتلانا چاہیے کہ اسکے لیے انہوں نے کیا کھویا ہے؟:

أحسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون؟ ولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا، وليعلمن الكاذبين- ام حسب الذين يعملون السيئات ان يسبقونا؟ ساء ما يحكمون! (۲۹: ۴) و من جاهد فانما يجاهد لنفسه، ان الله لغني عن العالمين (۲۹: ۶)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے ایمانداری اور راستبازی کا دعوا کردینگے اور بغیر آزمائے ہوے چھوڑ دیے جائیں گے؟ (حالانکہ) جو لوگ اُن سے پہلے گذر چکے ہیں، خدا نے انکو بھی آزمایش میں ڈالا تھا (اور یہ ناگزیر ہے پس) عنقریب خدا اُن لوگوں کو معلوم کرکے رہے گا جو اپنے دعوے صداقت میں سچے ہیں - اور انکو بھی، جو اپنے اندر جھوٹ کے سوا کچھہ نہیں رکھتے - کیا جن لوگوں کی قوتیں اعمال بد میں خرچ ہو رہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ کیا ہی بری سمجھہ اور کیا ہی برا فیصلہ ہے! یاد رکھو کہ جو سچائی اور راست بازی کی راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کیلیے ایسا کرتا ہے - خدا دنیا کے تمام لوگوں اور انکے اعمال سے بے نیاز ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے مسلم یونیورسٹی کے ڈیپوٹیشن کی ممبری سے استعفا دیدیا، جسکو ایک مبسوط تحریر کی صورت میں آپ آج کی اشاعت میں پڑھیں گے - میں اپنے عقیدے اور اپنی بصیرت کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے استعفا نہیں دیا ہے، بلکہ سچائی اور راستبازی کی ایک ایسی مثال عظیم قوم کے سامنے پیش کردی ہے، جسکے نمونے عرصے سے ہماری کارفرما جماعتوں میں ناپید و معدوم تھے - خدانے مومنوں کی سب سے بڑی خصلت یہ بتلائی ہے:

يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم

حق کی راہ میں جہد و سعی کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے -

مجھکو اعتراف ہے کہ مسٹر (مظہر الحق) نے اس حقیقی خصلت ایمانی کا نمونہ قوم کو دکھلا دیا -

وفي ذلك، فليتنافس المتنافسون!

اور یہی چیز ہے، جسکی پیروی کرنے والوں کو پیروی کرنی چاہیے -

نہیں سمجھتا کہ اسکے سوا اور کیا کہوں کہ الله تعالی اس خدمت جلیل اور عمل عظیم کیلیے انکو جزاے خیر دے، اور اُس وقت کے دکھلانے میں زیادہ دیر نہ کرے، جب قوم پرستی اور راست بازی کی ایسی ہی مثالیں بکثرت قوم کے سامنے ہوں:

فلم اري كالدعاء اعم نفع
واعظم في مكافات الصديق

مسٹر (مظہر الحق) یاد رکھیں کہ اگر وہ قوم کي خاطر کچھہ کھونے کیلیے طیار ھیں، تو قوم بھی اپني بہترین متاع انکو دینے کیلیے طیار ہے - غریب قوم کیا کرے ؟ وہ تو اپنا دل ھاتھوں میں لیے ہوے کب سے حیران وسرگردان پھر رھي ہے، مگر افسوس کہ کوئي خریدار ھي نہیں ملتا - کونسا دروازہ ہے جس پر وہ نہیں پہنچي، اور اعتماد کي کونسي آواز تھي، جس کو اس نے نہیں آزمایا ؟

نفائس دل و دین مي دھم به نیم نگاه
به من معاملۂ کن که راست گفتارم

اس ڈیپوٹیشن کي تحریک جن طریقوں کي ساتھہ کي گئي، پھر ممبروں کا جس طرح انتخاب ہوا، اور انتخاب میں جن جن ذرائع و وسائل مخفیہ سے کام لیا گیا، وہ نواب صاحب قبلہ کي زبان مبارک سے قوم سن چکي ہے - پس در حقیقت ایک ایسي جماعت میں شریک رہنا، جسکی پیدایش سازش کے ناجائز حمل سے ہوئی ہو، خود اپنے ضمیر اور ایمان کو آلودۂ معصیت کرنا تھا - ڈیپوٹیشن کا جانا اور رسمي آمد و رفت محض ایک دلفریب کن حیلہ تراشی ہے، تا کہ کسي طرح آزاد خیال طبقہ رام کیا جاسکے - مسٹر (مظہر الحق) کا نام بھي اسي لیے رکھا گیا تھا، تا کہ لوگ سمجھیں کہ کیسے کیسے آزاد خیال لوگ اسمیں شریک ھیں، اور پھر اسکي طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں -

حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈیپوٹیشن یونیورسٹي کے اہم مسائل میں کسي تغیر کا ذریعہ نہیں ہوسکتا - اور نہ ہونے کا ارادہ ہے - گورنمنٹ کو اب اسپر کوئي اعتراض نہیں کہ علي گڈہ کي معہود یونیورسٹي کے نام میں " مسلم " کا لفظ بڑھا دیا جاے اور یہ تو ساري دنیا کو معلوم ہوچکا ہے کہ اسکولوں کے الحاق تک وہ راضی ہوچکی ہے - پس ڈیپوٹیشن کي تجویز سے مقصود یہ تھا کہ انہیں منظور کردہ چیزوں کو قوم کے سامنے اسطرح پیش کر دیا جاے کہ وہ سمجھے، یہ خاص مراعات تھیں جو ڈیپوٹیشن نے سعي و کوشش کرکے حاصل کرا دیں -

تاہم مسٹر (مظہر الحق) نے نہایت دانشمندانہ کارروائي کي کہ اتمام حجت کا پورا موقعہ دیا، اور پہلي مجلس میں شریک ہوکر اور اپنے خیالات ظاہر کرکے مستعفي ہوے - انھوں نے ایک مثال قائم کردي کہ ایک راست باز آدمي کو ایسے موقع میں کیا کرنا چاھیے ؟

مسٹر (مظہر الحق) نے مستعفي ہو کر ہمارے سامنے مقابلہ کرنے کیلیے کیسے عبرت انگیز مناظر پیش کردیے ھیں ! ایک طرف تو وہ لوگ ھیں جو اس ڈیپوٹیشن کي شرکت کي عزت کے معارضے میں اپني آزاد خیالی کو تاراج کردینے کیلیے طیار ھیں - دوسري طرف وہ لوگ ھیں جو (بقول نواب صاحب قبلہ) اس ڈیپوٹیشن کي ممبري کو ایک ایسي دولت عظمیٰ سمجھتے ھیں، جسمیں اب کسي دوسرے حصہ دار کا تصور بھي انکے لیے تکلیف دہ ہے - تیسرے طرف مسٹر (مظہر الحق) ھیں، جنکو بے طلب اسکي شرکت کي مکرر عزت دي گئي تھي مگر انھوں نے سچائي اور اصول ہي خاطر اسے ٹھکرا دیا ! انھوں نے اس عزت کي پروا نہیں کي جو صداقت اور آزاد خیالي سے خالی تھی، پس اسکا بہترین معارضہ وہ عزت ہے، جو اب قوم نے انکو دلوں میں انھوں نے اپنا گھر بناکر حاصل کرلي ہے -

ومن كان يريد العزة فلله العزة جميعا، اليه يصعد الكلم الطيب، والعمل الصالح يرفعه

جو لوگ عزت کے بھوکے ھیں انکو معلوم ہونا چاھیے کہ تمام عزت بخشیاں اللہ ھي کے ھاتھہ میں ھیں - تمہارے اعمال صالح اسي کي درگاہ تک پہنچتے ھیں اور وھي نیک عمل کرنے والوں کے درجوں کو بلند کرتا ہے - (۳۵ : ۱۱)

مسٹر (مظہر الحق) نے اپني چٹھي میں ۵ - مارچ کے جلسے کي جو کارروائي درج کي ہے، اس سے مجوزین ڈیپوٹیشن کي نقاب پوشي کا خاتمہ ہوگیا ہے، اور جو بات ہمیں ۲۸ - دسمبر کي صبح کو معلوم تھي، امید ہے کہ اب دنیا کو ۵ - مارچ کے بعد اچھي طرح نظر آجاے گي - (مسٹر مظہر الحق) نے تجویز پیش کي تھي کہ کارروائیوں سے قوم کو بے خبر نہ رکھا جاے - اس سے کم از کم اتنا تو ہو جاتا کہ ہر شخص کي نسبت قوم فیصلہ کرسکتي کہ اس نے قوم کي خواہشوں کو کہاں تک یاد رکھا ہے ؟ لیکن ہم نے سنا ہے کہ یہ تجویز جب پیش کي گئي، تو ایک ھي نام کے دو آزاد خیال بزرگوں یعنے مسٹر محمد علي (کامریڈ) اور مسٹر محمد علي (جینا) نے مخالفت کي - اور مصر ہوے کہ کارروائیاں بصیغہ راز رکھي جائیں -

اگر یہ سچ ہے تو ہمیں ایک سال کے گذشتہ واقعات ایک مرتبہ یاد کرلینے چاھئیں - ۱۱ - اگست سنہ ۱۹۱۲ - کو کانسٹیٹوشن کمیٹي کا جو اجلاس لکھنو میں ہوا تھا، اسمیں ہمارے دوست "راز داري" کے سخت مخالف تھے - کامرید کي پچھلي فائل کي بھي اسکے لیے ورق گرداني کي جا سکتي ہے - یہ اب دنیا کیوں پلٹ گئي ؟

مانا کہ ڈیپوٹیشن کي تجویز ضروري تھي، صلح جنگ سے بہتر ہے، اور قوم کو قسموں کي عزت کا پاس کرنا چاھیے - لیکن کیا اب ہمارے دوست کیلیے "راز داري" کا گذشتہ نقاب تاریک بھي انکے مطعون لیڈروں کي طرح ضروري ہوگیا ؟

مشاطہ کا قصور سہي سب بناؤ میں
کیا اُس نے اس نظر کو بھي پر فن بنا دیا ؟

ممکن ہے کہ تم اپنے اعمال قوم سے مخفي رکھہ لینے میں کامیاب ہوجاؤ لیکن میرے عزیز دوستو ! تم بڑي ناداني میں پڑے ہو - خدا کي آنکھہ سے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئي پردہ نہیں ہے :

اوليس الله باعلم بما في صدور العالمين ؟ (۲۹ : ۹)

کیا اللہ تعالی اُن چھپے ہوے بھیدوں سے واقف نہیں ہے جو دنیا کے سینوں میں مدفون ھیں ؟

بہر حال قوم کے ھاتھہ میں مسٹر (مظہر الحق) نے بہت اچھي کسوٹي دیدي ہے - مدعیان آزادي و راستي کي آزمایش کي یہ بہترین گھڑیاں ھیں - اب دیکھنا یہ ہے کہ ممبران ڈیپوٹیشن میں اور بھي کسي کا قدم ہے، جو اس طرح سچائي کي طرف حرکت کرے ؟

مسلمان اگر اپني بے وقوفي پر رحم کھائیں، تو انکے لیے کام کرنے کا یہ اصلي وقت ہے -

نہایت ضروري ہے کہ ہر مقام پر جلسے کیے جائیں اور نواب (وقار الملک) بہادر کي تائید میں آوازیں بلند ہوں : ھذه تذكرة، فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا -

---

ہفتۂ جنگ اس ہفتہ کي خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقاني فوجوں میں سے صرف یوناني فوج جنگ آرا ہوئي - نتیجۂ جنگ کے جسقدر معلومات ھیں وہ یوناني ذرائع سے ھیں، جن پر اعتماد و عدم اعتماد کا فیصلہ اب ہر شخص کیلیے آسان ہوگیا ہے - ایتھنس کے ۴ - ماہ حال کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ یوناني بیڑے نے (جنیدا) کے قلعہ (سنیڈا گوارڈا) پر گولي باري کي - جس سے ایک ترکي توپخانہ ضائع ہوا - اسکے بعد یوناني بیڑا فوج کے

آتارنے میں کامیاب هوگیا - ٦ - کے تار سے معلوم هوتا هے که جنرل (ساونڈرز) سواروں کے تین سکویڈرن لیے هوے جنینا میں داخل هوگیا -

"داخل هونے سے پہلے دو دن نہایت سخت جنگ هوتی رهی' جس میں یونانیوں نے ایک نیا نقشه جنگ اختیار کیا تها - یونانی فوج نے اپنا بایاں بازو اٹھالیا اور بیزانی پر خوفناک گولے پھینکے - ترکی توپیں خاموش هوگئیں - اس عرصه میں فوج بائیں جانب بڑھی - گوله باری دوسرے دن صبح تک نہایت شدت کے ساتھه جاری رهی - پیاده فوج ترکوں کو شکست دیتی هوئی سرعت و بہادری کے ساتھه (بزینی) میں سیلاب سمندر کی طرح امنڈ آئی - یونانی دباتے هوے جنینا تک چلے گئے - راسته میں انہوں نے آدمی اور توپیں گرفتار کیں - ۹ - کا تار بیان کرتا هے که یونانی سواروں کے دو سکوائڈرنوں نے شمال جنینا پر توپیں سر کرتے هوے ۲ - هزار ۳ - سو ترک مہاجرین کو گرفتار کرلیا - یونانی ولیعهد اپنے تار میں بیان کرتا هے که جنینا میں ۳۵ - هزار ترکی فوج تھی - سب نے اپنے آپکو حواله کر دیا"

ان اطلات کی عثمانی ذرائع اطلاعات نے تکذیب نہیں کی' مگر یه اطلاعات خود آپ اپنی تضعیف کر رهی هیں - مثلاً بیان کیا جاتا هے که جنینا میں ۳۵ - هزار فوج نے هتیار رکھدیے اور کوئی وجه نہیں بیان کیجاتی - حالانکه یه ظاهر هے که ۳۵ - هزار سپاهی بے وجه هتیار نہیں رکھه سکتے - اسکے علاوه ٦ - کے تار سے معلوم هوتا هے که جنینا فتح هوگیا' مگر ۹ - کے تار میں بیان کیا جاتا هے که یونانی سواروں نے شمال جنینا پر گوله باری کرتے هوے ۲ - هزار ۳ - سو ترک مہاجرین گرفتار کیے - اگر در حقیقت جنینا ٦ - کو فتح هوگیا تها تو پھر ۹ - کو شمال جنینا پر گوله باری کیوں کی گئی ؟ علاوه ازین جس تار میں تسلیم شهر کی خبر بیان کی گئی هے' اسمیں خود صیغهٔ تضعیف یعنی "یه رپورٹ کی گئی هے" استعمال کیا هے -

---

نازنینان لندن میں سیاسی حقوق طلبی کے جذبات روز افزوں هیں :

خوش طبیبی ست' بیا تا همه بیمار شویم

یه عام قاعده هے که جب کسی جماعت میں کوئی خاص جذبه عالمگیر اور راسخ هوجاتا هے تو دو جماعتیں پیدا هوجاتی هیں - ایک معتدل اور دوسری گرم - اسوقت حقوق طلب خاتونوں میں بھی دو جماعتیں هیں : ایک معتدل هے' جو صرف قانونی ذرائع سے حقوق حاصل کرنا چاهتی هے' اور دوسری گرم هے جو مسٹر (ٹلک) کے مسلک پر عمل کرتی هوئی کہتی هے که بغیر قانون شکن ایجی ٹیشن کے مطالب براری ممکن نہیں - موخر الذکر میں ایک گروه هے جو اپنے آپ کو فوجی کہتا هے - کیونکه وه حقوق طلبی کے لیے اسلحه بھی استعمال کرنا چاهتا هے -

جب سے لبرل گورنمنت برسر اقتدار هوئی هے' اس گروه نے وزرا کی زندگی تلخ کردی هے - فوجی گروه کی کار روائیوں کا آغاز دسمبر سنه ۱۹۰۵ - سے هوتا هے - دسمبر سنه ۰۵ - میں سر هنری کیمپل بینر مین جب وزیر اعظم هوے' تو مع اپنے رفقاء وزارت کے البرٹ هال میں گئے اور ایک عظیم الشان جلسه میں تقریر کی - مس (کرائسٹیبل پانکهرسٹ) گیلری میں بیٹھی تھیں - انہوں نے وهیں سے ایک جھنڈا هلا دیا' اور باواز بلند پوچھا : "لبرل گورنمنت عورتوں کیلیے کیا کرنا چاهتی هے ؟"

اسکے بعد هی هاوس آف کامنس پر حمله هوا' جو کچھه عرصه کے بعد فرو هوگیا - لیکن یه ایک مہلت جنگ تھی - تھوڑے هی دنوں کے بعد پھر حمله کیا گیا اور اسوقت سے اسوقت تک برابر جاری هے - فوجی گروه نے ایذا رسانی کی صدها شکلیں اختیار کی هیں - قریباً تمام وزارت خانوں کے هر ممبر پر حملے کیے - تار کاٹ دیے گئے - کھڑکیاں توڑ ڈالی گئیں - لیٹر بکس اکھاڑ کر پھینک دیے - خطوط ضائع کردیے - ذیل میں هم انکے یادگار حملوں کی ایک مختصر سی فهرست درج کرتے هیں -

وزرا پر حمله

(۱) ۷ - دسمبر سنه ۹ - کو لیمپن کیسل واقع فولکیسٹن میں وزیر اعظم پر حمله کیا گیا -

(۲) ۱۴ - نومبر سنه ۹ - کو مسٹر چرچل برسٹون میں کتے کے کوڑے سے مارے گئے -

(۳) ۲۳ - نومبر سنه ۹ - کو هارر سیس گارڈ پیریڈ میں هنگامه پیدا کر کے دق کیے گئے -

(۴) ۱۸ - جولائی سنه ۱۲ - کو جب که وزیر اعظم مع مسٹر جان ریڈمنڈ کے ڈبلن اسٹریٹ میں گاڑی پر جا رهے تھے' ان پر کلھاڑیاں پھینکی گئیں -

(۵) ۲۰ - جولائی سنه ۱۲ - کو وزیر اعظم پر چیسٹر میں حمله کیا گیا -

پارلیمنٹ پر یورش

۱۱ - فروری سنه ۸ - کو ۵۰ - عورتوں نے هاوس آف کامنس پر حملے کیے اور اس جرم میں گرفتار کی گئیں -

۳۰ - جون سنه ۸ - کو ۹ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار کی گئیں

۳۰ جون سنه ۹ - کو ۱۲۰ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار هوئیں -

۱۲ - نومبر سنه ۱۱ - کو ۲۲۳ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار هوئیں -

جائداد پر حمله

۱۸ - جون سنه ۸ - کو وزیر اعظم کے محل پر یورش کی گئی -

یکم مارچ سنه ۱۲ - کو ویسٹ منسٹر اور ویسٹ اینڈ کی کھڑکیوں کے توڑے جانے سے ۴ - هزار پونڈ کا نقصان هوا -

۲٦ - نومبر سنه ۱۲ - کو تمام شهر کے لیٹر بکسوں سے خطوط اڑا دیے گئے -

۳۰ جنوری سنه ۱۳ - کو لیمبتهه پیلس اور ویسٹ اینڈ کی چهه کھڑکیاں توڑی گئیں -

ان واقعات کے بعد دو نہایت عظیم الشان واقعے اور هوے - ایک یه که مسٹر لائڈ جارج کا مکان اڑا دیا گیا - دوسرا یه که بولنگ کلب کے تمام خیموں میں آگ لگادی -

خود شناسی سرچشمه هے حقوق شناسی کا' اور حقوق شناسی آغاز هے حقوق طلبی کی - حقوق طلبی ایک ایسا جذبه هے جو پیدا هونے کے بعد' پھر فنا نہیں هوسکتا - یه ایک بھاپ هے' جتنی دبائی جاتی هے' اتنی هی زور سے نکلتی هے - یه جذبه جب اپنی پوری قوت کو پہنچ جاتا هے تو اسکے لیے بند قانون' موهاے آتشدیده هو جاتے هیں' جنکو اسکی معمولی سی جنبش ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی هے - بالا دست جماعت کو زیر دست جماعتوں میں بیداری اور خود شناسی پیدا کرنے سے پہلے حقوق بخشی کے لیے تیار هوجانا چاهیے - یاد رکھنا چاهیے که حقوق طلبی کا جذبه سخت ضدی هے - وه صرف ایک هی صورت سے راضی هو سکتا هے' یعنی یه که جو کچھه مانگتا هے' اسے فوراً دیدیا جاے -

ناموران غزوا بلقان :

انقلاب عثماني

—:*:—

۲۳ - جنوري سنه ۱۲ ۱۹

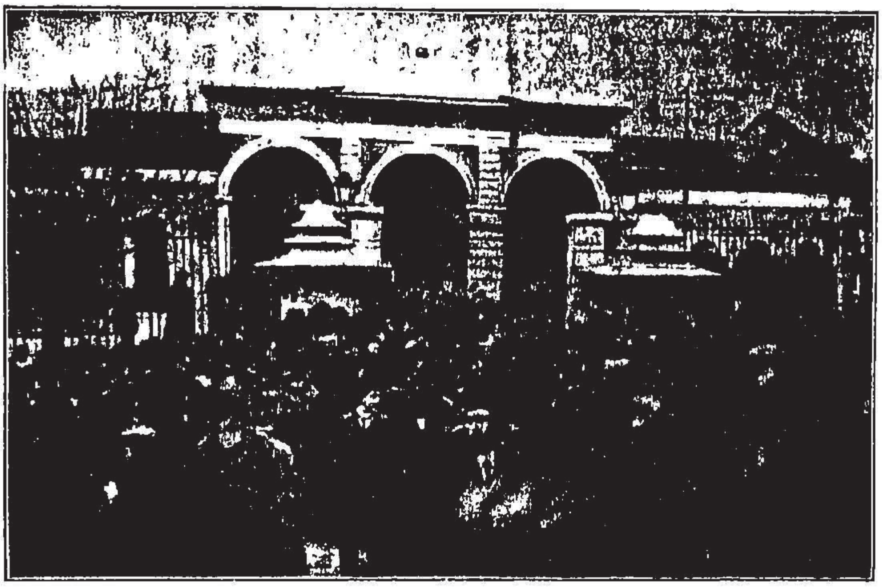

قبل از انقلاب

باب عالي کے دروازے پر انقلاب خواہوں کا ہجوم

alhilal

"Meer Saiduddin. 18-3-13"

مشہور " ارطغل " پلٹن کے سپاہي ' جو محافظ سپاہیوں کي جگہہ ۲۳ - کي
صبح کو باب عالي پر متعین کرا دیے گئے تھے' اور جو ابتدا سے " انجمن اتحاد و ترقي "
کے ہوا خواہوں میں سے ہیں ۔

الہلال

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ھجری

حدیث الغاشیہ

(٤)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

رات اور زلف کا یہ افسانہ ہا
قصہ کوتہ' بڑی کہانی ہے

(۱)

صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ نہیں ہے - اسپر آزمایش وابتلا کے ایسے ایسے ہلاکت خیز وقت آلے ہیں' جب خداکی زمیں پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں نشیمن نہ تھا' لیکن با وجود اسکے سچ' سچ رہا' اور باطل باطل - صداقت اپنے حامیوں کی کثرت و قلت اور استقامت و تزلزل سے ہمیشہ بے پروا رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی - وہ تمہارے پاس اسلیے نہیں آتی کہ تمہاری محتاج ہے' بلکہ اسلیے کہ تم اسکے محتاج ہو - اگر تم نے اپنے تئیں اہل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگی اور کسی اور مستقیم دل کو اپنا نشمیں بنایگی - اگر ۲٦ - کی شام تک یونیورسٹی کے بارے میں ہمارا خیال حق تھا' تو ۲۷ - کی شام کے (ڈنر) کے بعد' اور دو بجے کی خلوت نیم شبی کی صبح کو وہ باطل نہیں ہوسکتا تھا - اگر ۲٦ - کی سہ پہر کو سچ' سچ تھا' اور صدھا آوازیں اسکا استقبال کرتی تھیں' تو ۲۸ - کی صبح کو بھی وہ سچ ہی تھا' گو ایک اواز بھی اسکی حمایت کیلیے نہیں اٹھتی تھی - سچ کی کسوٹی اسکے حامیوں کی کثرت نہیں ہے - اسکے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سچ ہے - حق کی پرستش کے ایماں بکف مدعیوں کی استقامت اگر متزلزل ہے تو کیا مضائقہ؟ حق کی قوت کا استحکام متزلزل نہیں ہوسکتا - حقیقی قوت اسی میں ہے' اور جن مبارک ہستیوں کو اسکے علم کے نیچے جگہہ مل گئی ہے' انجام کار فتح یابی بھی انھی کے حصے میں آئیگی -

و تلک الدار الاخرۃ ' نجعلھا للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً ' و العاقبۃ للمتقین -	اور یہ اخر کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے' جو دنیا میں بڑائی اور پیشوائی نہیں چاھتے اور نہ فساد پھیلاتے ہیں' اور یاد رکھو کہ انجام کار اللہ سے ڈرنے والوں ھی کیلیے ہے -

آپ دیکھتے ہیں کہ سورج مشرق سے نکلتا' اور مغرب میں ڈوبتا ہے - والذی نفسی بیدہ' میں بھی بعینۂ اسی طرح دیکھہ رہا ہوں کہ سچائی غربت و کس مپرسی سے اٹھتی ہے' اور فتح و کامرانی کا علم بنکر لہراتی ہے - یہ میرا یقین اور میری بصیرت ہے - آپکو نظر نہیں آتا تو میں دکھلا بھی نہیں سکتا -

(۲)

بہر حال میں نے مخالفت میں تقریر کی' اور نرم و خوشنما' پر اشتمال و ذو جہتین' اور معانی زہر آلود و الفاظ شہد نما کی جگہہ' صاف صاف لفظوں میں اس کارروائی کو نا قابل اعتماد بتلایا - یہ پیشتر سے معلوم تھا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟ مگر اظہار حق اور امر بالمعروف نتیجہ کے خیال سے بے پروا ہے - وہ ایک فرض ایمان اور محض تعبد الہی ہے' اور وقت کے بدلنے اور لوگوں کے منہہ پھیر لینے سے اسکا حکم نہیں پھر سکتا - میرے لیے اسقدر کافی ہے کہ آج' جبکہ بعد از خرابی بصرہ بڑی بڑی آوازیں ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں اٹھہ رہی ہیں' اور طرح طرح کے لقب اسکو دیے جارہے ہیں' الحمد للہ کہ اپنے ضمیر اور ایمان سے شرمندہ نہیں ہوں' اور دلوں کی عبرت اور نگاہوں کی بصیرت کیلیے یہ نشانی بس کرتی ہے کہ جس جگہہ لوگوں کے قدم آج پہنچے ہیں' وہ عین اس وقت ہی میرے قدموں کے نیچے تھی' اور جو روشنی وقت گذر جانے کے بعد انکو آج نظر آئی ہے' وہ عین وقت پر میں دنیا کو دکھلا رہا تھا - اس وقت تم نے نہیں دیکھا' اور اب اپنی انکھوں کو مل رہے ہو - بہتر ہے کہ اپنے سروں کو پیٹو: ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون -

(۳)

میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اسقدر جوش و خروش' جمع و اجتماع' ادعا و شورش' اور ہنگامۂ رستخیز' کے بعد یونیورسٹی کی قسمت پھر چند شخصوں کے ہاتھوں میں دیدینا کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ بھی کہا تھا کہ قوم کو اب اپنی قسمت کے فیصلے کیلیے کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے -

اس آخری فقرے کی چبھن بہت سخت تھی - بڑے بڑے کرسیوں کے وزنی بوجھہ (جنکے لیے قرآن کریم نے بہت اچھی تشبیہ دی ہے کہ " کانہم خشب مسندہ ") لگے تلملا تلملا کر زانو بدلنے' اور مضطرب ہو ہو کے دیکھنے :

رایت الذین فی قلوبہم مرض' ینظرون الیک نظر المغشی علیہ من الموت ! (۴۷ : ۳۹)	جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے بیمار ہو رہے ہیں' (اعلان حق کے وقت) تم دیکھوگے کہ تمہاری طرف مضطرب ہو ہوکے دیکھہ رہے ہیں' جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو اور اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہجالیں !

(٤)

لیکن یہ بالکل بے فائدہ تھا :

من جرّب المجرب' حلت بہ الندامہ

یہاں محض اشخاص پر اعتماد کا سوال نہیں ہے بلکہ حالات پر - اور اگر حالات پر ہمیں اعتماد نہیں' تو یہ کوئی بگڑنے کی بات نہیں ہے - اگر یونیورسٹی کی قسمت کا فیصلہ اُن اشخاص کے ہاتھہ میں ہوتا' جو ہمارے سامنے پیش کیے گئے ہیں' تو باوجود انکی تمام کمزوریوں کے پہلا شخص میں ہوتا' جو کہتا کہ اعتماد کرو اور راضی نامہ داخل کردو - یہ کہنے میں ہمارا کوئی حرج نہیں کہ جناب سر (راجہ صاحب محمود اباد) پر ہمیں اعتماد ہے - کون کہتا ہے کہ شخصاً میجر سید حسن بلگرامی اور مسٹر محمد علی لائق اعتماد نہیں؟ یہ تو ہمیں اسوقت معلوم نہیں تھا کہ (نواب وقار الملک) بہادر ڈیپوٹیشن

کي موجودہ صورت کے مجوزین میں شریک نہیں ھیں - انکا نام بھي فہرست میں شامل تھا ' پھر قوم میں کون شخص ھے جو کہہ سکتا ھے کہ نواب صاحب قبلہ لائق اعتماد نہیں ؟ لیکن اصلي سوال یہ نہیں تھا - سوال یہ تھا کہ کیا وہ حالات بھي قابل اعتماد ھیں ' جنمیں یہ ڈیپوٹیشن مبتلا ھوگا ؟ کیا اس فضاے آھني پر بھي بھروسہ کیا جاسکتا ھے ' جہانکي ھوائیں حوصلوں اور عزموں کی چٹانوں کو سرمہ بنا کر اڑا دیتي ھیں؟

اور جب رایوں کي تبدیلي وتغیر کي ایسي مثالیں ھمکو دکھلائي جاتي ھیں کہ ایک رات کے اندر جنگ کے خواستگار صلح کے ارزو مند ھو جاتے ھیں' اور جو چیز شام تک سیاہ تھي' وھي صبح کو سفید بن جاتي ھے' تو پھر ھمارا کیا قصور ھے اگر ھم اعتماد و عدم اعتماد کے سوال کو چھیڑتے ھیں ؟ ھم تو اسقدر بے وقوف اور ھر فریب تازہ میں آجانے والے ھیں کہ چک بنک کي کیا حقیقت ھے' ھمنے تو ایک نگاہ ناز پر اپنے دلوں کو حوالے کر دیا ھے - لیکن آخر تا بکے ؟ کب تک نئي نئي ازمایشوں میں ڈالے جاتے رہیں گے ؟

ھم زمانے کي حالت یہ دیکھتے ھیں کہ چار آدمیوں کي مجلس میں بھي کسي کو جرات نہیں ھوتي کہ جو کچھہ دل میں ھے اسکو صاف صاف حوالۂ زبان کردے' پھر ھم کو بتلایا جاے کہ خواستگاران اعتماد میں وہ نفوس قدسیہ کون ھیں' جو گورنمنٹ ھاوس میں اس استقامت کو ظاھر کرینگے ' جس کي مثال ٢٨ - دسمبر کو قیصر باغ کي بارہ دري میں پیش نہ کر سکے ؟

ھم کو سب پر اعتماد ھے مگر اعتماد نہیں ھے اپني بدبختي پر' اعتماد نہیں ھے اپني محرومي پر' اعتماد نہیں ھے ان واقعات و حالات پر' جو اس ڈیپوٹیشن کو پیش آئیں گے ' اور جنکے سامنے نہ کسي کي استقامت چلے گي اور نہ دعواے عزم و ازادي - جماعت جتني وسیع ھوتي جاتي ھے' اتني ھي اسکي قوت بڑھتي جاتي ھے' اور جتني کم ھوتي جاے گي ' اتني ھي راے دینے والوں کیلیے دقتیں بڑھتي جائیں گي - آپ ایک جلسے میں کھڑے ھوکر اور ایک بہت بڑي جماعت کے صداے اتفاق سے قوي ھمت ھوکر جس طرح گورنمنٹ پر نکتہ چیني کرتے ھیں' کیا حضور ویسراے کے سامنے بھي اسي طرح کر سکتے ھیں؟ ھاں کر سکتے ھیں مگر وہ ھستیاں اور ھیں' آپ نہیں ھیں:

ھر مدعي کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

(٥)

جو لوگ جلسے میں شریک تھے انکو یاد ھوگا کہ ھمارے اخري الفاظ کیا تھے ؟ ھم نے کہا تھا:

" تم اس وقت ناداني اور غفلت کے ھاتھہ بک گئے ھو مگر وہ وقت دور نہیں ھے جب " اعتماد " کي اس اخري آزمایش پر بھي تم کو متاسف ھونا پڑیگا "

ابھي وہ وقت نہیں آیا ' مگر تاسف ابھي سے شروع ھوگیا ھے - انشاء اللہ العزیز اس کا اصلي وقت بھي آ رھا ھے' - اسوقت ھم پھر یک امرتبہ اپنے انھي الفاظ کو دھرائیں گے : و ان ادري اقریب ام بعید ما توعدون - [اور میں نہیں جانتا کہ جس وقت کا وعدہ کیا گیا ھے وہ قریب ھے یا ابھي اسمیں دیر ھے ؟ - ٢١ : ١٠٩]

(٦)

جلسے میں اس وقت تین طرح کے لوگ تھے : " مجلس نیم شبي " کے محرمان راز- انکے متبعین' جو خود باریاب صحبت نہ تھے مگر انکے نام احکام جاري ھوگئے تھے - اور کچھہ عام لوگ ' جو اس ناگہاني انقلاب سے بالکل بے خبر تھے اور سادہ دل اور بے خبر حال ھونے کي وجہ سے کوئي اواز اور راے نہیں رکھتے تھے -

ان غریبوں کا عجیب حال تھا - ان میں بہت سے تعلیم یافتہ اور بہت سے سرگرم مدعیان ازادي و حریت بھي تھے ' مگر یہ سب اس تیغ تیز سے زخمي ھوے کہ مسٹر (محمد علي) کو تحریک کرتے اور میجر صاحب کو تائید کرتے ھوے دیکھا - ایک دن پہلے تک ازادي کا علم انھي کے ھاتھوں میں دیکھہ چکے تھے - پس سمجھے کہ جب انھي حضرات کے طرف سے تحریک و تائید ھو رھي ھے' تو ضرور کوئي اپنے ھي مطلب کي بات ھوگي' گو ابھي ھماري سمجھہ میں نہیں آتي !

وھي کمبخت مذاق تقلید جو کل تک پرانے لیڈروں کے اندھا دھند اتباع کي صورت میں خانماں سوز عقل و دانش تھا ' آج ازادي کے عہد تازہ میں نئے لوگوں کے اتباع کي صورت میں فہم و دراست کي گردن کا طوق بنا - درد و ندامت کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ ابناے عصر کي غلامي بھي مقلدانہ تھي' اور اب آزادي بھي مقلدانہ ھے- کچھہ حصہ نئے دور کا گذر جاے ' اور مدتوں کے گرفتار تقلید دماغ (جو بالکل شل اور معطل ھوگئے ھیں) کچھہ کچھہ فکر و اجتہاد کے عادي ھو جائیں- تو پھر شاید ھر شخص اپني سمجھہ سے ھر بات کو سمجھنے کي کوشش کرے - وماذلک علی اللہ بعزیز !

(٧)

اب قدیم و جدید ' اور مستبدین و احرار کي " متحدہ سازش " سخت بد حواس ھوئي کہ کہیں بنا بنایا کھیل بگڑ نہ جاے- ھر طرف سرگوشیاں شروع ھوگئیں :

انما النجوي من الشیطان لیحزن الذین آمنوا ' و لیس بضارھم شئیا الا باذن اللہ ' و علی اللہ فلیتوکل المومنون (٥٨ :)	راز دارانہ سرگوشیاں شیطان کي وسوسہ اندازي سے ھوتي ھیں ' تاکہ مسلمان اس کي وجہ سے ازردہ خاطر ھوں' حالانکہ بغیر مشیت الہي کے یہ سرگوشیاں کچھہ بھي نقصان نہیں پہنچا سکتیں - مسلمانوں کو چاھیے کہ ھر طرف سے ھٹ کر صرف اللہ ھي پر اعتماد کریں -

معاً خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بھي ڈیپوٹیشن میں شریک کرلیا گیا - انکا بیان ھے کہ مجھے اسٹیج کے " اقصاے مغرب " سے " مشرق ادنی " کي طرف پہنچ کر لیگئے - وھاں قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلایا اور منتیں کیں کہ مان جاؤ - کیا کرتا ؟ مجبوراً ماننا ھي پڑا :

اتخذوا ایمانھم جنة (٥٨ : ١٦)	انھوں نے بچاؤ کیلیے اپني قسموں کو ڈھال بنا رکھا ھے -

گرمي ھے تند و تلخ' پہ ساقي ھے دلربا
اے شیخ بن پڑیگي نہ کچھہ ھاں کیے بغیر

خواجہ صاحب کہتے ھیں کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچا ' تو میں نے بھي مناسب نہ سمجھا کہ اور زیادہ مخالفت کروں - عرصے کے بعد کانفرنس میں آیا تھا - لوگ کہتے کہ اسي نے چلاتي گاڑي میں روڑا اٹکا دیا -

بہر حال یاران طریقت نے خواجہ صاحب کو بھي چپ کرا ھي دیا :

پامال اک نظر میں قرار و ثبات ھے
اسکا نہ دیکھنا ' نگہ التفات ھے

اب خواجہ صاحب سے کیا گلہ شکوہ کریں ؟ وہ کہتے ھیں کہ مجھے قسموں نے فرصت ھي نہ دي :

ناز سے ' عشوہ سے ' غمزہ سے لگا لیتے ھیں
وہ جسے چاھتے ھیں اپنا بنا لیتے ھیں

خواجہ صاحب نے بھي دیکھا کہ کسي کي منتیں مفت میں ھاتھہ آتي ھیں ' یہ ضد اور ھٹ کا موقعہ نہیں :

بڑا مزہ ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں "چپ رہو خدا کیلیے"

لے دیکیے اِک خواجہ صاحب ہمارے ساتھہ اٹھے تھے - انکو بھي ہمارے دوست اسٹیج کے پیچھے لے گئے ! بیچارے (میر حسن) کو بھي یہي شکایت تھي :

جو کوئي آئے ہے نزدیک هي بیٹھے ہے ترے
هم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جالیں ؟

هم تو اُس وقت تقریر کر رہے تھے - کسے معلوم کہ اسٹیج کے گوشوں میں کیا هو رہا ہے ' ورنہ خواجہ صاحب کو پہلے هي سے خبردار کر دیتے :

لغزش نہو ' بلا ہے حسینوں کا التفات
اے دل سنبھل ' وہ دشمن جاں مہرباں ہے اب !

خیر ' بہتر ہے - آپ لوگ اپنے سر مفت میں کیوں الزام لیں ؟ صلح هوتي هو تو جنگ کیوں کریں ؟ الزاموں اور مخالفتوں کیلیے تو ایک زیاں پسند ' نفع فراموش ' محروم عقل و دانش دماغ مجھہ دیوانے هي کا بنا ہے - اور کوئي کیوں بدنام هونے لگا ؟

قسمت کیا هر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

دنیا کو یہ عقلمندي و دانش ' اور مجھہ کو اپنا جنون و نفع و دشمني مبارک رہے - میں دعا مانگتا هوں :

و یرحم الله عبداً قال آمینا !

(۸)

(کامل پاشا) نے جب اپنے اعمال مخفیہ کو انجام دینا چاہا تو چاروں طرف نظر ڈالي - فوجي قوت صلح کي کي مخالف تھي - اس نے سونچا کہ بغیر (ناظم پاشا) کے ملائے کامیابي نہیں هو سکتي - پہلے ناظم صلح کے اشد شدید مخالف تھے ' اور (چتلجا) سے تار پر تار دیتے تھے - لیکن جب ۲۳ - جنوري کو سرائے (درملہ باغیچہ) میں " قومي مجلس " منعقد هوئي ' تو اس تماشے کا هر ایکٹر اپنے پارٹ کي مشق کر آیا تھا - ناظم پاشا سب سے پہلے کھڑے هوے اور کہا کہ جنگ سے کیا فائدہ ؟ بہتري اس میں ہے کہ صلح کر لي جاے - اب کامل پاشا خاموش تھا ' اسلیے کہ (ناظم) کے اندر سے اُسي کي صدا نکل رهي تھي ' اسکو لب ہلانے کي ضرورت هي کیا تھي ؟

یہاں بھي آج " قومي مجلس " تھي ' اور صلح کي سعي و ارزوے شدید - نہ تو سر (راجہ صاحب) کو لب ہلانے کي ضرورت هوئي ' نہ انکے اعوان و انصار کو ' صرف ایک همارے دوست هي کافي تھے :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائي !

(۹)

غرضکہ کہاں تک اس افسانے کو طول دیجیے - زلف یار کي آجتک کون پیمایش کر سکا ہے ؟

ما جرا ها ست بان زلف فسون ساز مرا

بالاخر وهي هوا ' جسکا هزاروں تمناؤں اور ارزؤں کے ساتھہ انتظام کیا گیا تھا :

یاں لعل فسوں ساز نے باتوں میں لگایا '
دے پیچ ادھر زلف اڑا لیگئي دل کو

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹرایٹ لا لکھنو نے بولنا چاہا ' مگر اب کون بولنے دیتا ہے ؟ یاران کار فرما پر ایک ایک منٹ ایک ایک برس کا گذر رہا تھا - جلدي تھي کہ نہیں معلوم کن کن اعمال مخفیہ اور وظائف " نصف اللیل " کے بعد اپنا بخت خفتہ بیدار هوا ہے ' اور لوگوں کي آنکھوں پر غنودگي طاري هوئي ہے - کہیں ایسا نہو کہ ادھر انکي آنکھہ کھلے ' اور اُدھر اپني قسمت پھر چادر منھہ پر ڈال لے -

بہزار مشکل انکو نہایت نپا تلا وقت دیا گیا ' لیکن ادھر ایک لفظ منھہ سے نکلتا تھا ' اُدھر گھڑي دکھلائي جاتي تھي کہ وقت هو گیا !

اسکي محفل کي دیکھنا تہذیب !
بات کا انتظام هوتا ہے

تقریر کیا کرتے ' انہیں وقت کي حساب فہمي سے فرصت هي نہیں ملتي تھي - مجبوراً خاموش هو گئے -

(۱۰)

جن لوگوں کي کشت امید میں ۲۶ - کي شام تک خاک اڑ رهي تھي ' آج دیکھتے تھے تو گھٹائیں امنڈي آرهي هیں - خوف تھا کہ یہاں کي فضا کا کیا ٹھکانا ؟ کہیں پھر موسم بدل نہ جاے - یکایک غل مچا کہ رزولیوشن پاس کردو ! سر راجہ صاحب نے حضار مجلس سے پوچھا کہ منظور ہے ؟

این سخن را چہ جوابست تو هم میداني !

یہاں خود هي دست سوال تھا اور خود هي زبان جواب ؟

خود کوزہ و خود کوزگر و خود گل کوزہ

بھلا یہ بھي کوئي پوچھنے کي بات تھي ؟ اگر " حلقہ نیم شبي " کا بس چلتا تو اس سوال کا جواب زبان کي جگہہ دل کے ٹکڑوں کي پیشکش سے دیتے کہ دل و جان سے منظور ہے ' کہیں خدا کیلیے پاس بھي کیجیے ؟

ساقي مے دے ' کہ اهل مجلس
پاني پاني پکارتے هیں !

یکایک شور اٹھا کہ " منظور ! منظور ! منظور !! " اسٹیج اور اُسکے ارد گرد جو حلقہ تھا ' وهي منظوري لینے والا تھا اور وهي منظوري دینے والا - نہ سوال میں دیر لگي اور نہ جواب میں -

(۱۱)

رزولیوشن کے پاس کر دینے کي خوشي کے هیجان نے هوش و حواس کھو دیے تھے ' جن نو جوانوں نے پہروں اپني گلا بازي سو گرم تقریروں میں دکھلائي تھي ' آج انکي گرج اس هنگامے کے بپا کرنے میں کام آگئي - چیختے چیختے گلا بیٹھہ بیٹھہ جاتا تھا ' مگر سینوں کے اندر ارازوں کا ایک سمندر بہہ رہا تھا - اراز اگلتے اگلتے منھہ دکھہ جاتے تھے ' مگر برق و رعد کا سیلاب تھا کہ کسي طرح بند هي نہیں هوتا تھا - " بلغاري محاصرہ " کي پلٹنیں اپني بیکاري سے کچھہ اُکتا سي گئي تھیں - اب انھوں نے ایک گھنٹے کي خاموشي کي کسریں نکالي کہ کچھہ دیر کیلیے بارہ دري کے اسٹیج کو " هارمسٹن سرکس " کا تماشا گاہ فرض کرلیا اور لگے بے تکان قلا بازیاں کھا نے :

دل از تمکین شود بے ذوق زنہار
گہے طفلي شرر مستانہ مي رقص !

جن لوگوں نے اُن عجیب و غریب گھڑیوں کو نہیں دیکھا ہے ' محال ہے کہ انہیں اسکي کیفیت سمجھائي جاسکے - چہرے جوش و هیجان سے سرخ ' گردن کي رگیں ابھري هوئیں ' گلے شدت شور و هنگامے سے پڑے هوے ' هاتھہ میں اچھلتي هوي ٹوپیاں ' اور پانوں کو اضطراب رقص سے قرار نہیں - منھہ سے کف اڑ رهي تھي ' اور چونکہ قریب قریب کھڑے تھے ' اسلیے آپس هي میں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رهي تھي - رومال نکال کر منھہ پونچھتے اور پھر کف اڑاتے - منتظمین جلسہ کو کیا معلوم تھا کہ بارہ دري کے اسٹیج سے میدان رقص کا کام لیا جاے گا ورنہ اسکي رعایت ملحوظ رکھتے - نتیجہ یہ تھا کہ جوش تو اجد

میں گردش رقص کي جگهه نہیں ملتي تهي ' اسلیے جو رقاص جہاں کهڑا تها ' وهیں اپنے پاؤں سے اسٹیج کے چوبین تختوں کو کوٹ رها تها !!

یه ایک رقص مغلوبه کا اصلي ایکٹ تهـا اگر (سر هنري اررنـگ) زنده هوتا اور اس مجمع کو دیکهتا ' تو یقین هے که ان پرجوش نوجوانوں کي ایک کهیپ تو ضرور اپنے ساتهه لیجاتا -

(١٢)

لیکن اس عجیب الخلقت تماشے کا ایک خاص منظر تو ره هي گیا -

جونهي رزرلیوشن کے پاس کرنے کا غل مچا ' هم نے دیکها که معاً سر (راجه صاحب محمود آباد) اپني کرسي سے مضطربانه اٹهے ' اور (نواب وقار الملک) بهادر کے هاتهوں کو بے اختیارانه چوم لینا چاها - نواب صاحب قبله کي جو سچي عظمت قوم کے دل میں هے ' اسکے لحاظ سے اگر (راجه صاحب) انکے قدم بهي چوم لیتے تو یه کوئي بڑي بات نه تهي ' لیکن رزرلیوشن کے پاس کرنے کے ساتهه هي اس مضطربانه اور بیخودانه تعظیم کا هم مطلب نه سمجهے که دست بوسي کي قیمت نقد کیلیے کوئی متاع نقد بهي هوني چاهیے - مگر اب خود نواب صاحب قبله کي تحریر گرامي سے یه عقده حل هوگیا ' اور معلوم هوگیا که واقعي اُس وقت راجه صاحب اپني بے اختیارانه اظہار ممنونیت میں حق بجانب تهے -

یاد هوگا که نواب صاحب قبله نے اپني تحریر میں ایک جگهه ارقام فرمایا هے :

" بعض معزز دوستوں نے پرائیوٹ طور پر مجهسے پوچها که کیا آپ رزرلیوشن کي تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا که میرے مرتبه مسوده اور اس میں اختلاف هے اسلیے میں ترمیم پیش کرونگا - اس پر مجهسے بہت اصرار کیا گیا که میں ایسا نه کروں ورنه جلسے میں بہت گڑبڑ هوجائیگي * * * * مسٹر محمد علي نے رزرلیوشن پیش کرتے هوے کہا که رات کو بڑي رات گئے تک اس رزرلیوشن کے متعلق مشوره هوتا رها اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بهي انهوں نے لیا) اسکا مسوده مرتب هوا هے (حالانکه یه صحیح نه تها کیونکه نواب صاحب کے مجلس سے چلے آنے کے بعد بعض لوگوں کو موٹر کاریں بهیجکر بلوایا گیا اور خود هي اس رزرلیوشن کا مسوده ' اور ممبران ڈیپوٹیشن کي فہرست مرتب کي - نواب صاحب قبله کے سامنے یه بات قرار پائي تهي که صبح کو خود ایک مسوده رزرلیوشن مرتب کرکے پیش کریں ' چنانچه بقیه رات جاگ کر اور سخت تکلیف و مشقت برداشت کرکے انهوں نے مرتب فرمایا ' لیکن صبح کو کسي نے پوچها تک نہیں که وه مسوده کہاں هے - الهلال)

اسپر میں نے اپنے اُن معزز دوست کو جنهوں نے خاموش رهنے کي تاکید کي تهي توجه دلائي که اس رزرلیوشن کي ذمه داري اب میرے اوپر بهي آتي هے ' مگر انهوں نے اس وقت سکوت فرمایا اور کوئي جواب نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا *

جلسے میں ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں خلاف واقع لیا گیا * * * * اور جلسے کو دهوکا دیا گیا ' دوسري طرف اس بات کي کوشش کي گئي که میں جلسے میں بالکل سکوت اختیار کروں "

اب اس " عقدۂ دست بوسي " کا حل بالکل سامنے هے - یه مضطربانه اظہار تعظیم و تکرم اسلیے تها که " اگر آپ خاموش نه رهتے تو یه کشتي طوفاني کیونکر ساحل مراد تک پہنچتي ؟ "

(١٣)

حریفان خلوت نے " صحبت نیم شبي " کي مجلس خاص کے مزے لوٹے ' لیکن اس باده گسارا نه فیاضي کا اعتراف کرنا چاهیے که صبح کي مجالس عام کو بهي سر شاري و بیخودي سے محروم نه رکها - کیونکه باره دري سے نکلکر جو کچهه گذري ' اسکي ذمه داري تو کوئي نہیں لے سکتا اور کیوں لے ؟ لیکن اسمیں شک نہیں که باره دري کے اندر تو سبهي مست تهے :

بیخود اس دور میں هیں سب حاتم
اندنوں کیسا شراب سستي هے !

لیکن هم کہیں کہه چکے هیں که همارے ساقي مآب دوست نے پلائي تو ضرور کوئي ایسي هي شے ' جسکا رنگ سرخي مائل ' اور نظروںکے لیے ولوله انگیز تها ' لیکن اسمیں شک هے که کہیں پاني تو زیاده نہیں ملا دیا تها - کیونکه هم نے ٢٨ - هي کو دیکها که شام هوتے هوتے جمهائیاں آني شروع هوگئیں تهیں ' اور چهرے اکثر بے حال تهے - باره دري سے نکلنے کے بعد هي چند مدعیان ازادي ملے جنسے هم نے پوچها که یه کیا هنگامه تها ؟ لیکن وه رزرلیوشن کا مطلب بهي نه بتلاسکے ! جب کہا که بے سمجهے بوجهے آپنے بهي تو " رقص مغلوبه " میں حصه لیا تها ' تو یکایک انکے سر میں خارش شروع هوگئي ' حالانکه اب هاتهه کي جگهه ' سر نہیں بلکه پیشاني تهي :

گیـا هے سانپ نکل ' اب لکیـر پیٹا کر

وهاں توسب دم بخود رهے لیکن ڈیپوٹیشن کي شرکت کا مسئله ایسا نه تها ' جو بعد کو یاد نه آتا - هم نے سنا هے که بقیه تمام دن اسي معرکه آرائي میں صرف هوا : -

یه بعد از انفصال اب اور هي جهگڑا نـکل آیا

بزرگان پنجاب نے فوراً اپنا بستر لپیٹا که هماري قائم مقامي کا لحاظ نہیں رکها گیا ' اور صحبت نیم شبي کي کسي کو خبر بهي نہیں دي ' گویا اور تو تمام صوبوں کی قائم مقامي کا کامل لحاظ رکها گیا تها !! سنا هے که جناب (راجه صاحب) اسٹیشن دوڑے هوے گئے ' که خدا کیلیے اور جوجي میں آ ے کیجیے ' مگر روٹهکر تو نه جائیے :

تم هي سچے سهي اس بات کا جهگڑا کیا هے ؟

مسٹر محمد علي نے پہلے انکے بستروں پر قبضه کیا تها مگر نه چلي - جناب راجه صاحب گئے اور داوں پر اسطرح قبضه کرلیا که دو ممبر اور بڑها دیے :

رنجیده میروي ز سر کوئے او سلیم !
چون میشود ' نیاید اگر از قفا کسے ؟

بمبئي کے لوگوں کو بهي سخت شکوه تها - همارے ایک دوست نے کہا که " صاحبزاده افتاب احمد خاں صاحب کو اعلان جنـگ دے آیا هوں - جب یه حال هے تو آئنده سے الفراق بیني و بینک " معلوم نہیں که اس الٹي میٹم کا کیا جواب ملا ؟

الهـلال کي ایجنسي

— * —

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مقالات

تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ

—:○:(*):○:—

قمار خانہ "کارلو"

-:*:-

ریاست مونا کو کے مختصر حالات

فرانس کے شہر (نیس) سے مشرق کی طرف ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست (مونا کو) نامی واقع ہے - اس ریاست کے تین طرف ممالک فرانس، اور ایک طرف بحر روم ہے -

اس ریاست کی کل کائنات صرف تین مقامات ہیں : شہر مونا کو، کوہ کارلو، اور کندا - ریاست کی آبادی ۱۹ - هزار ہے - جسمیں ۲۴۱۰ - شہر مونا کو میں، ۳۷۹۴ - کوہ کارلو میں، اور ۹۲۱۸ کندا کے باشندے ہیں -

رئیس کا نام شہزادہ (البرٹ) ہے، جو اپنے باپ شہزادہ چارلس ثالث کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا -

کوہ کارلو کے قمار خانہ بننے کے اسباب

ریاست بہت چھوٹی ہے - اس کی آمدنی اتنی نہ تھی کہ چارلس ثالث، سابق فرماں روائے ریاست کے تمام مصارف اس سے نکل سکتے - اسلیے اس نے پیرس کے ایک باشندے سے توسیع آمدنی کی بابت مشورہ کیا - یہ شخص نہایت چالاک اور فطین تھا - اس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل معاملہ نہیں، نہایت آسانی سے آپ ایک بڑے والی ملک کی آمدنی پیدا کرلے سکتے ہیں - اب تک آپنے صرف اپنی ریاست کی قلیل آمدنی کو صرف کیا - اب بہتر ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی دولت مند قوموں کی دولت پر متوجہ ہوں - اسکے لیے صرف ایک عمدہ قمارخانہ قائم کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑیگی -

چارلس ثالث کو یہ مشورہ پسند آیا، اور اس نے (ڈیول) اور [illegible] دو فرانسیسی شخصوں کو اپنی ریاست میں قمار خانہ قائم کرنے کا لائسنس دیدیا - ان دونوں شخصوں نے ملکے ایک قمار خانہ قائم کیا، لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہوئی -

قمار خانہ کارلو کا بانی

شہر (ھمبرگ) میں (بلانک) نامی ایک شخص تھا - یہ شخص تار آفس کے کارپردازوں کو رشوت دیکے ان تاروں کو حاصل کرلیا کرتا تھا، جو بنکوں کے نرخ کے متعلق پیرس سے آیا کرتے تھے - اس جرم میں اسکو چھہ ماہ کی سزا ہوگئی - چھہ ماہ کے بعد جب قید خانہ سے نکلا تو اس نے ایک چھوٹا سا ہوٹل قمار بازی کے لیے قائم کیا - اس ہوٹل میں نمایاں کامیابی ہوئی - اس نے خیال کیا کہ اگر کامیابی کی یہی رفتار رہی، تو عجب نہیں کہ حکومت جرمنی ہوٹل کو بند کرانے پر متوجہ ہو جاے - اسلیے اسکو ایک ایسے مقام کی فکر ہوئی، جہاں کسی طرح کی مزاحمت کی خلش نہ ہو - کسیقدر جستجو کے بعد کوہ کارلو کا علم ہوا، اور اس نے فوراً یہاں پہنچکر سنہ ۱۸۶۰ع میں (ڈیول) اور (لفاویر) سے قمار گاہ کا لائسنس خرید لیا -

جمال عشق و شرافت

فرانس کے ایک مشہور کامل الفن مصور نے اس تصویر کے ذریعہ "قمار بازی" کے نتائج معززہ پر دنیا کو توجہ دلائی ہے -

(طامس) ایک سنگ دل قمار باز، رات کو گھر سے نکلا - جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب کی طرف رہتی ہے، اسی طرح قمار باز کا دل بھی قمار خانے کی جستجو سے ہٹ نہیں سکتا - لیکن عین اسی وقت اس گھر میں ایک اور دل بھی تھا، جسکی محبت کی سوئی بالکل اسی طرح "طامس" کے بے مہر دل کی طرف پھری ہوئی تھی !

اسکی بیوی نے اپنے شیر خوار بچے کی طرف دیکھا، جسکو صبح سے دودھ کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوا تھا کیونکہ خود اسکی ماں پر دو شامیں فاقے کی گذر چکی تھیں - وہ بلک رہا تھا، لیکن اسنے جلد ہی اسکی طرف سے آنکھیں ہٹالیں اور ان پر آب اندوہ سے، جنمیں حسرت و مایوسی کے آنسو بھرے ہوے تھے (طامس) کی طرف دیکھا -

آہ ! "عورت" کی نظر، جبکہ اسمیں مایوسی ہو ! آہ وہ قطرۂ عالم کی حکمراں جمیل، جسکی نگاہ قاہر امیدوں اور مایوسیوں کی بخشش گاہ ہے، اور دیکھ سکتا ہے کہ خود کسی نگاہ سے رحم امید کی طالب ہو ؟

لیکن (طامس) نے اسکی نگاہ امید طلب، اور اشک داد خواہ، کی حقارت کی - اس نے بے پروائی سے اسے ٹھکرا دیا - وہ سمجھنے لگی کہ یہی بے مہر، اشک محبت سے نا آشنا، آنکھیں تھیں، جنھوں نے ایسے پانچ سال پہلے اسی کی رات میں اپنے اسکے ہاتھ محبت خواہ سے ہمیشہ ہاتھ ترک کردیا تھا ! ... . اس نے معصوم محبت مانگی تھی لیکن آج میں اس سے رحم کی طالب ہوں !

وہ قمار خانے کی طرف روانہ ہو گیا - کاش وہ کسی طرح دیکھ سکتا کہ یاس و حسرت کی نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ عشق قمار سے بیخود تھا - کاش اسے یاد آتا کہ ایک دل ہے، جو اسی کی طرح قمار محبت میں بازی ہار چکا ہے، اور اب فتح یاب ہونے کی [illegible] ہے ! !

صبح کو "وہ" آئی - بچہ کو گود میں لیا اور قمار خانے میں آکر اپنے گم گشتہ شوہر کی تلاش کی - اسکو [illegible] معلوم ہوا کہ رات کو پولیس کا ایک گروہ اسکے شوہر کو گرفتار کر لے گیا ہے - اب اسکی آنکھیں خشک تھیں - سفر حوالات کی ایک خاص منزل انسپکٹی دی ہے، مگر وہ اس سے گذر چکی تھی - وہ راہ پوچھتی ہوئی قید خانے کے دروازے تک پہنچی - بچہ اسکی گود میں تھا - دروازے کے روزنوں سے جھانک کر دیکھنے لگی [illegible] طرف [illegible] اس قید خانہ میں وہ کہاں ہے ؟

کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو، اس انجم مخفی، اس طلسم جمیل، اس عقدۂ حسن کے دل کو، اس دنیا میں کون سمجھ سکتا ہے ؟ ؟

بلانک نے ٦ - لاکھ گنی لگا کے نہایت ماہر انجینیروں کی زیر نگرانی ایک پر شوکت عمارت اور ایک دلکش پائیں باغ تیار کرایا ' اور ہمبرگ سے اپنا تمام سامان قمار بازی بھی لے آیا - رفتہ رفتہ اس قمار خانے کی شہرت پھیلنے لگی - دور دور سے لوگ آ آکر شریک ہونے لگے ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر قمار خانہ یورپ اور امریکہ کے قمار بازوں کا ایک عظیم الشان مرکز ہوگیا -

قمار خانے کی آمدنی

اس قمار خانے کی آمدنی اس تخمینے سے کہیں زیادہ ہے ' جسقدر ان حالات کے علم کے بعد کیا جاسکتا ہے - ریاست میں حفظ امن ' نگرانی باغات ' اصلاح ریلوے کے مصارف اور اسکے علاوہ ریاست کو ایک لاکھ فرنک سالانہ دینا ' بلانک کے بجٹ کی صرف چند مدین تھیں -

اس نے اسی قمار خانے کے خالص منافع سے اپنے تمام مصارف کے بعد دس ملین پونڈ جمع کر لیے تھے !

لیکن ایک نئی مشکل یہ پیدا ہوئی کہ باشندگان ریاست کو قمار خانہ پسند نہ تھا - قمار خانے کے خلاف عام جوش یہاں تک بڑھا کہ رعایا نے رئیس کے مقابلہ میں بغاوت کر دی - بلانک نے اس موقعہ سے عجیب طرح سے فائدہ اٹھایا - اس نے یہ تجویز پیش کردی کہ تمام رعایا ٹیکس سے معاف کر دیجائے - انکے معارضے میں ٹیکس کی پوری رقم میرا قمار خانہ ادا کر دیا کریگا -

اس تجویز نے رعایا کے دلوں کو مسخر کر دیا اور بغاوت فرو ہوگئی -

ان مصارف کے معلوم ہونے کے بعد غالباً یہ تخمینہ (جیسا کہ کیا گیا ہے) بیجا نہیں ' کہ بلانک کو قمار خانے سے نئی ملین پونڈ سالانہ کی بچت تھی ! !

قمار خانے کا لائسنس اور اسکا معارضہ

اس قمار خانے کا لائسنس بلانک کے پاس سے ایک کمپنی کے ہاتھہ میں گیا - اس کمپنی نے لائسنس کی تجدید سنہ ١٩٤٧ ع کے لیے کی ' اور اسکے مقابلہ میں ریاست کو ١٨٩٩ ع تک ٢٤ - لاکھہ پونڈ دیتی رہی - لیکن اسکے بعد یہ رقم برابر ترقی کرتی رہی تھی - چنانچہ سنہ ١٩٠٧ - میں کمپنی نے ٥ لاکھہ پونڈ ' اور سنہ ١٩١٣ ع میں ٦ - لاکھہ پونڈ ادا کیے ' اور سنہ ١٩١٧ ع میں ٨ - لاکھہ پونڈ ' سنہ ٢٧ ع میں ٩ لاکھہ پونڈ ' اور سنہ ٣٧ ع میں ١٠ - لاکھہ پونڈ دیگی -

قمار خانے کے بند کرنے کی کوشش -

قمار خانے کی دلکشی اور عالمگیری روز بروز بڑھتی گئی - یورپ کے دولتمند خاندانوں کے ممبر یہاں آنے اور قسمت آزمائی کرنے لگے - قمار خانے کے قواعد اس طرح سے ترتیب دیے گئے تھے کہ اکثر لازمی طور پر کھیلنے والے ہارتے تھے ' گو بظاہر وہ سمجھتے تھے کہ جیت بھی جایا کرتے ہیں - نہیں معلوم بر اعظم اور یورپ کے کتنے شخصوں اور خاندانوں کے خزانہ ہاے عظیمہ تھے ' جو اسکی سرزمین میں مدفون ہیں ! آزادانہ قمار بازی کے جلو میں افلاس ' اور افلاس کے جلو میں اجتماعی مفاسد ہمیشہ رہتے ہیں - انگلستان اور فرانس نے اسکی روز افزوں دلکشی پر توجہ کی اور رئیس پر زور ڈالکے قمار خانہ بند کرنا چاہا - ممکن ہے کہ انگلستان اور فرانس کلید (قسطنطنیہ) کی حوالگی کی بابت دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوں ' کیونکہ وہ ایک ایشیائی سلطنت ہے ' مگر یورپ کی ایک ریاست کے مقابلے میں (گو وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہو ؟) یورپ کی بڑی بڑی فوجی اور اخلاقی قوتیں بھی بیکار ہیں - رئیس نے اس معقد یاد داشت کے جواب میں صاف کہدیا کہ اگر قمار خانہ کے بند کرنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اپنی خود مختاری سے دست بردار ہوجائیگا اور شہنشاہ جرمنی کی ماتحتی قبول کرلے گا - اس جواب سے مدبران فرانس و انگلستان کے ہوش اڑ گئے ' اور یاد داشت واپس لیلی گئی -

و فی ذالک ، فلیتنافس المتنافسون ! !

—○:*:○—

استعفا اور خط

— * —

مسلم یونیورسٹی ڈپیوٹیشن

— * —

بنام سکریٹری صاحب مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

—:*:—

جناب نواب صاحب !

جب سے میں دہلی سے آیا ہوں ' نہایت تردد کے ساتھہ غور کر رہا ہوں کہ آیا یونیورسٹی ڈیپوٹیشن میں اپنی ممبری کے قائم رہنے کے ساتھہ میں قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں ؟ نہایت افسوس کے ساتھہ کہتا ہوں کہ جس نتیجہ پر پہنچا ' وہ یہ ہے کہ " نہیں "

یہ پیچیدہ سوال چونکہ مسلمانان ہندوستان کے لیے معقول حد تک اہم ہے ' اسلیے قدرتاً مجھے اپنے خیالات کی بالتفصیل تشریح کرنا چاہیے -

گذشتہ دسمبر کو کانگرس کے اجلاس بانکی پور کی استقبالی کمیٹی کا صدر تھا - فرائض صدارت کی مشغولیت کی وجہ سے فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ لکھنؤ میں شریک نہ ہوسکا ' اور میری عدم موجودگی میں میرا نام بھی ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست میں شامل کر دیا گیا -

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا تو ضرور بالضرور ہر ایسے رزولیوشن سے اختلاف کرتا ' جسکا منشا یہ ہو کہ کسی خاص جماعت کو اسدرجہ کامل اختیارات دیدے جائیں - میں بذات خود ہمیشہ سے اس اصول کا سخت مخالف ہوں کہ چند اشخاص کو (خواہ انکی زندگی کتنی ہی نمایاں کیوں نہ ہو) غیر محدود اختیارات تفویض کر دیے جائیں -

یونیورسٹی ایک ایسا مسئلہ ہے ' جس سے تمام قوم کو نہایت سرگرم اور ناگزیر دلچسپی ہے - ہر طبقے اور ہر حلقے سے چندہ آیا ہے - شاہ و گدا ' یتیم و بیوہ ' فقرا و درویش ' سب نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ میں حصہ لیا - میں نے اپنے صوبے میں فراہمی چندہ کے کام میں شرکت کی تھی - میں بلا مبالغہ اور الفاظ کے بالکل لغوی معنی میں ' شہر بشہر اور قصبہ بقصبہ اسطرح پھرا ہوں کہ میرے ہاتھہ میں کاسۂ گداہ تھا ' اور کوچہ و بازار میں دریوزہ گروں تک سے پیسے اور پائیاں وصول کر رہا تھا - اسلیے میری حثیت ایک معتمد علیہ شخص کی ہے - میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے جوابدہ سمجھتا ہوں ' جنہوں نے اس بارے میں اعتماد کیا تھا

اور ذمہ دار ہوں اس کا ' کہ " لیڈروں " کی " توثیق " پر چندہ دینے والوں سے جو وعدے کیے گئے تھے ' وہ واجبی طور پر پورے کیے گئے یا نہیں ؟

لکھنؤ کے جلسہ میں میرے نزدیک یہ ہونا چاہیے تھا کہ چند اصولی امور مثلا چانسلر کے اختیارات ' کالجوں اور اسکولوں کا الحاق ' یونیورسٹی کی ساخت وغیرہ ' قطعی و مختتم طور پر طے ہو جاتے ' اور دیگر جزئیات ایک چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کردیے جاتے -

جب کہ میرے یہ خیالات ہیں ' تو اب بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مجھے اسوقت کتنی مایوسی ہوئی ہوگی ' جب ۲۹ - دسمبر کو لکھنؤ پہنچکے یہ سنا ہوگا ' کہ اس جلسہ میں ۲۴ آدمیوں کی ایک کمیٹی کو " بلینک چک " دیدیا گیا ہے اور انکو اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہیں کریں ' حتی کہ اگر چاہیں ' تو قوم کے طول طویل غور و تامل کے بعد بالاتفاق طے کردہ امور کو بھی بیدردی اور بے خیالی سے پامال کر دیں ؟

ہمارے محترم لیڈر نواب وقار الملک بہادر محمودآباد ہاوس میں فروکش تھے - میں یہ خبر سنتے ہی سیدھا انکے پاس گیا - میں نے کہا کہ اس فیصلہ کی ڈیپوٹیشن کیلیے جو تدبیر اختیار کی گئی ہے ' وہ قوم کے مصالح کے لیے سخت مہلک ہے - نواب صاحب نے جواب میں فرمایا : " میں اسکا ذمہ دار نہیں " -

جلسہ کے بعد نواب صاحب نے پریس میں ایک نہایت مبسوط خط بھیجا ہے ' جسمیں ان تمام اعمال پر سے پردہ اٹھا دیا ہے جو وفد سازی کے لیے اختیار کیے گئے تھے - یہ خط نہایت سنگین اور گراں وزن اعتراضات پر مشتمل ہے - اسکی اشاعت پر ایک مہینہ گزر چکا ' مگر باوجود اسکے اب تک نہ اسکی تردید کی گئی ہے اور نہ تشریح !

مجھے امید ہے کہ مبالغہ طرازی نہ سمجھی جالیگی اگر میں کہوں کہ سب سے زیادہ ذمہ دار اور معزز قلم سے نکلے ہوے اس خط نے تمام قوم میں بے چینی پیدا کردی ہے اور اس کمیٹی کے خلاف قوم کے طرف سے قابل التفات آوازیں بلند ہو رہی ہیں -

یہ خط جب پریس میں آیا تو اسی وقت ڈپوٹیشن کی ممبری قبول کرنے میں مجھے پس و پیش ہوا ' اور بالاخر میں نے فیصلہ کر بھی لیا کہ اس اعزاز کی بالاکراہ منظوری سے انکار کردوں ' لیکن میرے بعض ایسے بہاری احباب نے ' جنہوں نے اس تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا ' دوستانہ طور پر مشورہ دیا کہ اسکی پہلی ہی منزل میں مستعفی ہوکے ' ایک نازک ترین وقت میں قوم سے کنارہ کشی کرنے کا الزام اپنے سر نہ لوں - ان احباب نے مجھے یہ بھی مشورہ دیا کہ میں کمیٹی کے اولین جلسہ میں ' جو ۵ - ماہ حال کو دہلی میں منعقد ہونے والا تھا ' شرکت کروں اور ممبروں کے سامنے اپنے خیالات ظاہر کردوں - مشورہ معقول تھا - میں نے قبول کرلیا -

چنانچہ اسی خیال کا نتیجہ تھا کہ میں دہلی گیا اور میں نے ایک باقاعدہ رزولیوشن کی صورت میں یہ تحریک کی کہ کمیٹی کی تمام کارروائی عام طور پر (پبلک) کی جاے ' اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا رہے کہ ہم اب تک کیا کر چکے ہیں اور کیا کیا کرنا چاہتے ہیں ؟ (تاکہ قوم کو ہماری نسبت راے قائم کرنے کا موقعہ ملے) -

میں نے یہ بھی تحریک کی کہ ڈیپوٹیشن میں کثرت راے سے جو اشخاص اختلاف کریں ' انکے نام بھی شائع ہونا چاہئیں ' تاکہ کم از کم قوم کو یہ معلوم ہوجاے کہ ڈپوٹیشن کے فلاں فلاں ممبر نے فلاں راے دی تھی ' گو کثرت راے کے آگے نہ چلی -

میں نے کہا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی کارروائی میں جو اخفاء کیا گیا تھا ' اس نے عام قلوب میں بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے تھے اور اسلامی اخبارات نے نہایت سخت زبان میں اسکی مخالفت کی تھی - میرے پاس اس یقین کے وجوہ ہیں کہ قوم اسلامی اخبارات ہی کے ساتھ ہے - پس اگر یونیورسٹی کی تحریک کو کامیاب بنانا ہے تو کمیٹی اپنے ساتھ عام راے کا بھی دفتر رکھے - میں پیش بینی کرتا ہوں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مستقبل میں نہایت شدید مشکلات اور ناگوار تفریق کا خطرہ ہے ' جس سے مطلع کرنا بحیثیت ایک فرد قوم کے میرا فرض ہے -

میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ اسوقت ۳۰ - لاکھ روپیہ جمع ہے مگر یہ نہ بھولنا چاہیے کہ مصارف یونیورسٹی کے سمندر میں یہ ایک قطرہ سے زیادہ نہیں - ابھی بالکل آغاز ہے اور آج کے بعد پھر بارہا ہمکو قوم کی مدد کی ضرورت پڑیگی - پس ممبران کمیٹی قوم کے ساتھ جیسا برتاو کرینگے ' ویسے ہی برتاو کی انکو قوم سے بھی امید رکھنا چاہیے ' جب کہ آیندہ ضرورتوں کے لیے وہ اسکے سامنے ہاتھ پھیلائنگے -

اگر ممبر اسوقت قوم کے فیصلہ کی عزت کرینگے اور انکی پیروی ' تو قوم پسندیدگی ' مسرت ' اور گرمجوشی کے ساتھ انکا استقبال کریگی ورنہ اسمیں عالمگیر " نفرت " پیدا ہو جالیگی ' جس کا ایک اور صرف ایک ہی سبب یہ ہوگا کہ کمیٹی نے قوم کی راے ظاہر نہیں کی ' بلکہ اپنی شخصی راے ظاہر کی ' اگرچہ وہ قومی راے سے کتنی ہی مختلف تھی -

جیسا کہ پہلے سے میرا خیال تھا ' میری راے کو اکثر حاضر الوقت ممبروں نے منظور نہیں کیا - " اخفا " اور " راز داری " پر اصرار کیا گیا ' مصلحتاً اسوقت فیصلہ صادر نہیں ہوا اور ایندہ اجلاس لکھنؤ کے لیے ملتوی کردیا گیا -

حال میں کمیٹی کے طرف سے دہلی کے جلسے کی ایک روداد شائع ہوئی ہے - میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریک کا اسمیں کہیں ذکر نہیں اور وہی اپنی پرانی " اخفا " کی پالیسی پر عمل ہے -

ان حالات کی بنا پر میں محسوس کرتا ہوں کہ راست بازی کے ساتھ ایسے ڈپوٹیشن کے ساتھ نہیں رہسکتا ' جسکی کارروائی کی تائید میں دیدہ و دانستہ نہیں کرسکتا - اسلیے اپنے آپ کو استعفا دینے پر مجبور پاتا ہوں ' اور اس خط کے ذریعہ استعفا پیش کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے استعفا سے کمیٹی کے لیے معاملہ ہموار ہوجائیگا ' اور اسکو کام کرنے میں آسانی ہوگی -

اخر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے ایک لحظہ کے لیے بھی یقین ہوتا کہ آپکی کمیٹی کے لیے (موجودہ طریق عمل کے باوجود) میں مفید ثابت ہوسکتا ہوں تو نہایت خوشی سے اس عظیم الشان کام میں آپکے ساتھ شریک ہوتا ' جو اسوقت آپکے سامنے ہے -

چونکہ معاملہ عظیم الشان اور عام اہمیت کا ہے ' اسکے علاوہ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ پبلک کو میرے استعفا کے اسباب معلوم ہوجائیں ' اسلیے اس خط کو پریس بھیجنے کی آزادی حاصل کرتا ہوں ۔

مظہر الحق

(بیرسٹر ات لا - بانکی پور)

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

— * —

میں نہایت ممنون ہونگا اگر اپ مجھے اجازت دینگے کہ اپکے اخبار کے ذریعہ سے جملہ ہندو اور مسلمان اولڈ بوائز صاحب مدرسۃ العلوم علی گڈہ کو خواہ وہ ممبر ہوں یا نہ ہوں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے طرفسے مدعو کروں کہ وہ ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ و ڈنر میں جو ۲۱ - ۲۲ - ماہ حال کو کالج ہذا میں منعقد ہوگا تشریف لا کر شرکت فرمائیں - چونکہ اس سال کے جلسہ میں بہت سے نہایت اہم امور کو طے کرنا منظور ہے اسوجہ سے یہ جلسہ معمولی جلسہ نہ ہوگا جملہ صاحب کا تشریف لانا نہایت ضروری ہے - جو صاحب ممبر ہوں مگر کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکیں وہ بدرجہ مجبوری اپنی تحریری راے پندرہ ماہ حال تک دفتر ایسوسی ایشن میں بھیجدیں -

نیاز مند شوکت علی انریری سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

شئون عثمانیه

المسئلة الشرقیه

(۲)

مطالبات بلقان اور ائتلاف مثلث

—:*:—

ایدریا نوپل کا مطالبه کس کي طرف سے ہے ؟

— * —

ایک عثماني نامه نگار کے قلم سے -

— * —

هم کو اس امر کا یقین هے که بلغاریوں نے التواے جنگ پر اسوقت دستخط کیے هیں' جب که انکے دلوں میں جنگ کي طرف ذرا بهي میلان نه تها - پهر یه' که ان کو اچهي طرح معلوم تها که دولت عثمانیه اپنے سابق دار الخلافه کو کسي طرح بهي حوالے نهیں کریگي' بلکه یه تو انکي صلح کي یاد داشتوں سے بهي معلوم هوتا تها که وه اس شهر کي سپردگي کا مطالبه نه کرینگے' اور چتالجه سے قسطنطنیه واپس آنے کے بعد ناظم پاشا کي گفتگو سے بهي معلوم هوتا تها که بلغاریوں نے مسئله ایدریا نوپل سے قطع نظر کرلیا هے -

با این همه لندن کانفرنس کے منعقد هونے کے بعد ادریا نوپل کے لینے پر اصرار کرنا اور یه کهنا که بغیر اسکي حوالگي کے صلح نه کرینگے' کیا معني رکهتا هے ؟ بعض لوگوں کا خیال هے که چتالجا میں اظهار تساهل محض ایک فریب تها' جس کا مقصد یه تها که انکو اپني پراگندگي کے جمع کرنے اور ایدریانوپل کے ذخائر کے ختم هو جانے کے لیے دقت ملجائے - ادریا نوپل کي بابت انکا خیال تها که اسمیں زائد سے زاید تاریخ التواے جنگ سے ایک ماه تک کے لیے سامان خورد و نوش هوگا' اور اس بنا پر شهر خود بخود مسخر هو جائیگا -

مگر اکثر لوگوں کا خیال هے که جرمني اور آسٹریا کو نقصان پهنچانے کے لیے دول ائتلاف مثلث کي طرف سے بلغاریا پر زور ڈالا گیا هے که وه ادریانوپل کي حوالگي پر اصرار کرے' اور چونکه کانفرنس لندن میں هو رهي تهي اور کامل پاشا نے سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائده اٹها نے کي امید ظاهر کي تهي' اسلیے امید قوي تهي که (بلغاریا) کو ایدریا نوپل ملجائیگا -

(ائتلاف مثلث) میں تین سلطنتیں هیں: روس' فرانس' اور انگلستان - روس کے زور ڈالنے کي وجه تو ظاهر هے' کیونکه اگر ادریا نوپل بلغاریا کو ملگیا تو سلافي عنصر کي قوت بڑهجائیگي جس کا روس اپنے آپ کو ملجاؤ ماوا کهتا هے - فرانس و انگلستان کے زور ڈالنے کے وجوه بهي جلد سمجهه میں آجاسکتے هیں - یه تو اچهي طرح معلوم هے که انگلستان اور فرانس کو روس کي خاطر داري منظور هے - اور یه خاطر داري اس حدتک عزیز هے که اپني کروروں محکوم مسلمان رعایا کي دل آزاري میں بهي دریغ نهیں - دنیا جانتي هے که ایران کي تباهي کا باني روس اور اسکا مددگار انگلستان هے' کیونکه اگر انگلستان نے اتني چشم پوشي نه کي هوتي' تو اسکي یه حالت نه هوتي - انگلستان اور فرانس کو روس کي خاطر داري اسواسطے عزیز هے که وه اسوقت طاقت کا دیو هے اور اسکي طاقت اور جنگجوئي کو سب تسلیم کرتے هیں' اسلیے اسکي دوستي جرمني کے عفریت اعظم کے خوفناک حملے سے (جس سے انگلستان اور فرانس کانپ رهے هیں) بچنے میں مدد دیگي -

دولت عثمانیه ایک خوان یغما هے' جسمیں یورپ کي تمام سلطنتیں حصه دار هیں - انگلستان نے اپنے لیے مصر' فرانس نے شام' جرمني نے بغداد' روس نے اناطولیا' اٹلي نے طرابلس تجویز کرلیا هے اور هر سلطنت اپنے پیش نظر حلقے میں اپنا اپنا اثر پهیلا رهي هے - مگر یه خیالي تقسیم اسي وقت واقعي هوسکتي هے جب که مریض (ٹرکي) کے آخري انفاس موقوف هو جائیں اور آفتاب هستي همیشه کے لیے بحیرهٔ باسفورس میں غروب هوجاے - اسمیں دشواري یه هے که بعض حصوں کے متعلق ابهي طے نهیں پایا که وه کون لیگا ؟ خوف هے که کهیں تقسیم کے وقت خانه جنگي شروع هو اور تمام یورپ میں آگ نه لگجاے - اسلیے یورپ کي راے هے که مریض کے دست و بازو قطع کردیے جائیں تاکه آینده وه مقابله کے قابل نه رهے - ساتهه هي کچهه عرصے تک زنده بهي رکها جاے تاکه اسکے ۴۰ کرور ساده لوح' ناواقف' عدو فراموش' اور دوست و دشمن میں تمیز نه کرنے والے هم مذهبوں پر اسکے ذریعه اثر ڈالا جاے - وه همارے هاتهه میں گرویده هوں - جو کچهه هم اسمیں بهردیں وهي بولنے لگیں - مسلمان چرواهے کي بکریوں کي طرح آواز پر دوڑیں اور نصرانیت کي قربانگاه طمع پر ذبح کر دیے جائیں -

اسمیں کوئي شک نهیں که مصر کا انگلستان کے قبضه میں آجانا انگریزي مصالح کے لیے نهایت مفید هے مگر کیا مسلمان اسکے لیے راضي هونگے که مصر کي (جو دماغ اسلام کهلاتا هے) آزادي کا (گو زباني هي سهي) خاتمه هو جاے ؟ شام کا فرانس کے قبضه میں جانا فرانسیسي مصالح کے لیے نهایت مفید هے مگر مسلمانان مراکش و الجزائر و ٹیونس اس پر راضي هونگے که دولت عثمانیه کے جسم سے ایک ٹکڑا اور کاٹ لیا جائے ؟ بیت المقدس کا کسي عیسائي سلطنت کے قبضه میں آجانا' دنیاے عیسائیت کے لیے ایک مژده عظیم هوگا' مگر کیا اسیطرح دنیاے اسلام کے لیے ماتم انگیز خبر نه هوگي ؟ خانه کعبه پر صلیبي جهنڈے کا لهرانا عیسائي دنیا کے لیے از خود رفته کردینے والي خبر هوگي' مگر کیا کوئي مومن قلب جسمیں رائي برابر بهي ایمان هوگا' اسوقت پهٹ نه جائیگا ؟ پس ایسي قوم سے جو هم سے هر حیثیت سے مختلف هو' اوسکے مصالح کے قرباني کي درخواست کرنا یا امید رکهنا' ایک ناجائز درخواست اور امید هے' اور اسکا جواب ذلت آمیز خاموشي کے سوا اور کچهه نهیں هوسکتا -

یورپ میں حکومت تجارت کے مرادف هے - یورپین حکومتیں صرف اسوقت اپني کسي مصلحت سے دست کش هو سکتي هیں' جب ثابت هوجائے که اس سے زیاده اهم مصلحت کو ضرر یا فائده پهنچتا هے - پس اگر ائتلاف مثلث کي اسلامي رعایا یه چاهتي تهي' که انکي حکومتیں اپنے مصالح کے مقابله میں رعایا کے جذبات کا لحاظ کریں' تو انکا اولین فرض یه تها که اپنے آپ کو آبادي کا ایک ایسا جزء ثابت کرتیں' جس سے حکومت کے مصالح پر اثر پڑتا -

اهل مغرب نهایت دانشمند هیں - جزئي جزئي واقعات سے نهایت اهم نتائج اخذ کرتے هیں' اندرون ملک کے سیاسي تغیرات اور ان سے

مراسلات

آبادي کے تاثير کا اندازہ کرليتے هيں - اندروني تغيرات کے مقابله ميں مسلمانوں کي جو حالت رهي اس سے انکو يه انداز هوگيا که مسلمان آبادي کے عضو ماؤف ' ترقي کے سد راہ ' حاکم پرستي کا پيکر ' پاليسي کے نقاب پوش ' اور حق فروش اشخاص پر ايمان لانے والے هيں -

حکمران قوم سے جذبات کي پاس داري کي اميد صرف اس جماعت کو رکهنا چاهيے ' جو اپنے آپ کو حکمران گروہ کي نگاہ ميں وزندار اور اهم ثابت کر چکي هو - اور اهميت کار نامه هاے اسلاف کے اعادہ سے نہيں حاصل هوتي ' بلکه صداقت ' حريت ' عبرت غيرت ' حميت ' اور ايثار سے ثابت هوتی هے - پس جب که التلاف مثلث اور اسکي مسلمان رعايا ميں صرف حکومت کا تعلق تها ' اور اس حيثيت سے اس نے اپنے آپ کو نہايت پست ذوق ' کم حوصله خوشامد طراز ' اور جذبات کش ثابت کر ديا ' تو کيوں التلاف مثلث مسلمانوں کے جذبات کے ليے اپنے قيمتي مصالح کي قرباني کرتيں ؟

خلاصه يه که التوے جنگ پر دستخط کرنے سے پہلے بلغاريا کا ادريا نوپل اور جزائر ايجين کي حوالگي پر مصرنه هونا ' مگر لندن ميں صلح کانفرنس کے منعقد هوتے هي ان دونوں مطالبات پر نہايت شديد اصرار کرنا ' بلقاني پاليسي ميں ايک پراسرار تغير هے اور غالباً يه دول التلاف مثلث کے اشارہ سے هوا هے - باب عالي نے ان بيجا مطالبات کا يه جواب ديا هے که اس نے مقدونيا جسميں سالونيکا ايسا اهم شهر موجود هے ' ديديا - البانيه کي حد بندي انکي مرضي پر چهوڑ دي ' اور کريت ميں تعلقات عثماني کے بقا و عدم بقا کو دول کے هاتهه ميں ديديا - ان اهم رعايتوں کے بعد وہ ادريانوپل کے دينے پر راضي نہيں ' کيونکه وہ قسطنطنيه کي کنجي هے ' اسکے باشندوں کا بيشتر حصه مسلمان هے ' ليکن جب اس جواب پر بهي بلقاني اصرار ميں فرق نه آيا اور التلاف مثلث کا زور پڑا تو باب عالي نے مضافات ادريانوپل کے تين مقام : مصطفى پاشا ' قرحه علي ' اور طمراس بهي ديدينے کا وعدہ کيا اور بعض اشخاص کا بيان هے که بحيرہ ابيض پر دده اغاج نامي مقام بهي دينے کا وعدہ کيا هے -

(يه کامل پاشا کي آخري فياضياں تهيں ' ليکن قدرت نے صفحهٔ وزارت اولت ديا : و لعل الله يحدث بعد ذلک امرا - الهلال)

يادگار حادثهٔ هائلهٔ مشهد مقدس

— * —

۱۱ - ربيع الثاني

— :*: —

مولانا ! ميں نے ۲٦ - فروري سنه ۱۹۱۳ ع کے الهلال ميں جناب سيد علي غضنفر صاحب کا اعلان پڑها اور بڑے شوق سے پڑها - مجهے سيد صاحب موصوف کے اون خيالات سے اتفاق هے جو انهوں نے اُن مصائب و مظالم کي نسبت ظاهر فرمائے هيں ' جو حضرت امام حسين اور حضرت علي بن موسى الرضا عليهما السلام پر وارد هوے اور جنکي ياد قيامت تک نه صرف مسلمانوں کے ' بلکه هر ايک انصاف پسند اور صاحب درد شخص کے دلکو بيچين و بيقرار رکهے گي -

روسيونکا تشدد ' روسيونکا ظلم ' روسيونکا بلا تميز سن و سال زن و مرد کو ذبح کرديتا ' علماء اسلام کو سوليوں پر چڑهانا ' اور ان پاک سيدوں کو جنميں خداء واحد کی توحيد ' رسول برحق کي رسالت ' اور اسلام کا پاک نور متمکن تها ' گوليوں اور سنگينوں سے پاش پاش کرديتا ' اور پهر روضه مبارک حضرت موسى الرضا پر گوله باري کرکے اوسے سخت بے حرمت کرنا ' کچهه ايسے دل هلادينے والے واقعات هيں جو صفحه هستي سے کوئي دنياوي طاقت نہيں مٹا سکتي - سال گذشته ميں جب مظالم کا ظہور هوا تها ' تو يهه ايک قدرتي امر تها که هر مسلمان کے دل ميں اونکي وجه سے رنج پيدا هو ' چنانچه مجهے بهي سخت قلق هوا اور طبيعت عرصه تک بيچين رهي - مگر بعد ازاں ميں سمجهه گيا تها که ان تمام مظاهرات عالم ميں قدرت خداوندي کا ايک خاص راز هے ' جسکا نه تو هم سر دست احساس هي کرسکتے هيں اور نه هماري دنياوي بلکه گم کردہ بصيرت آنکهيں ديکهه سکتي هيں - کيونکه يهه امر يقيني تها که اگر گناہ کار هيں تو مسلمان ' اور اگر شريعت و طريقت محمدي (صلعم) کو فراموش کرکے مضحکهٔ عالم بنگئے هيں تو مسلمان ' اور مسلمان بهي وہ ' جو زندہ و موجود هيں - پهر اوس بزرگ طريقت اور امام برحق اور رسول کے بيٹے کا کيا قصور تها جو آج سے قريباً ۱۳ - سو سال پيشتر اس دنياء فاني سے رحلت کر گيا تها ' جسکي پاک زندگي خدا رسول کے احکام کي کما حقهه پابندي اور خلق خدا کي خدمت هي ميں بسر هوئي تهي ؟ يهي وہ چيزيں هيں جنهيں ميں راز الهي يا حکمت خداوندي خيال کرتا هوں اور يه حکمت نہايت هي معني خيز حکمت هے اور اسکے اصلي وعملي نتايج کے ظهور کے ليے هميں چند سال منتظر رهنا پڑيگا - ميرا ايمان هے که جو نتايج اس حکمت بالغه سے ظاهر هونگے وہ ايسے هونگي جنسے دنيا کي قوموں کي تاريخيں بنتي هے اور جنکے ذريعه دنيا ميں قوميں اپنے ليے خود تاريخ پيدا کرتي هيں -

سيد علي غضنفر صاحب نے اعلان مذکورہ آل انڈيا شيعه کانفرنس ميں جماعهٔ مومنين کو مشورہ ديا هے که ۱۱ - ربيع الثاني مطابق ۲۰ مارچ سنه ۱۹۱۳ کے دن تمام اطراف و اکناف هندميں مجالس برپا کريں اور باهم ايک دوسرے سے رسم تعزيت ادا کرکے ارواح طيبه حضرات معصومين کو شاد کريں -

مجهے سيد صاحب موصوف کے اس مشورہ سے اتفاق بهي هے اور ميں اس تجويز کا مخالف بهي نہيں هوں - جهانتک انعقاد مجالس تعزيت اور فاتحه خواني کا تعلق هے ' اسے تو ميں ضروري و ابدي خيال کرتا هوں - يه بات بهي نہايت ضروري هے که روسي مظالم کي ياد ميں ۱۱ - ربيع الثاني کو ايک خاص اهميت ديجاے اور اسے بهي محرم سے کم نه سمجها جاے کيونکه اس قسم کي تقريبوں سے طبيعت پر ايک خاص اثر پيدا هوتا هے اور اگر کسي بندہ خدا کے دلميں درد پيدا هو جاے اور وہ ان مجالس سے متاثر هوکر عملي کام کرنے کي طرف مايل هو جاے تو بلا شبه ايسي مجالس باعث خير ثابت هوتی هيں - مگر بات يه هے که اب وہ وقت نہيں رها که هم گهروں ميں بيٹهکر رويا کريں - قومي تنزل کي بديهي نشاني اگر هوسکتي هے تو اس سے بڑهکر نہيں که افراد قوم ميں يا تو اپنے تنزل کا احساس هي نه هو ' اور اگر هو تو اسباب ادبار کے دور کرنے کي طاقت ' جرات ' يا خيال تک نه آئے - کسي خيال کو عمل ميں لانا اور بعد ازاں اوسپر کاربند هونا بهترين وسايل ترقي ميں شمار هوتا هے - عورتوں کي طرح گهر ميں بيٹهکر رونے اور بيان کرنے کا زمانه گذر گيا - مصائب و آلام کي مهيب صورت مجسم بنکر همارے

سامنے کهڑي هے- هماري آنکهيں ' همارا دل ' همارے قوائے دماغي بلکه جسم و جان بهي اس بات کو محسوس کر رهے هيں که يورپ کي عيسائيت نے اور شکم پرور مدبرين نے ايشيا و افريقه هي نهيں بلکه يورپ ميں بهي اسلام کي بيخکني اور بربادي کيليے کمر باندهلي هے اور کوئي دن خالي نهيں جاتا که يورپ کے دفاتر خارجيه ميں کسي اسلامي طاقت يا مسلمان افراد قوم کي تباهي اور اونهيں محکوم بنانے کے سامان پر غور نهيں کيا جاتا هو - اس بيانسے کسي عقلمند آدمي کو انکار نهيں هوسکتا که موجوده زمانه اسلام کي زندگي اور موت کا زمانه هے - يا تو اسلام کي عزت ' اسلام کا وقار ' اور اسلام کي عظمت انهيں چند سالوں ميں بحال رهيگي اور يا هميشه کے ليے خدانخواسته مفقود و نابود هوجائيگي - يه ايسے زبردست اور صريح نتايج هيں که انسے انکار کرنا محض جهالت هے -

مولانا ! يه وه وقت هے جسوقت اسلام مسلمانوں سے اون قربانيوں کا ملتجي هے جو کسي قوم يا کسي دين کو معراج ترقي پر پهنچانے کيليے هر ايک فرد بشر پر لازمي خيال کي گئي هيں - يه وقت هے جب اسلام اس امر کا ملتمس هے که مسلمان قرون اولي کے صفات پيدا کريں اور اسلام اور اسلامي ترقي کے مقابله ميں کسي چيز کو بهي عزيز نه رکهيں - مسلمانوں کي مذهبي اور ملکي تاريخ ايسے کارناموں سے بهري هوئي هے جو صرف ايک مسلمان هي کيليے نهيں بلکه هر ايک ذيشعور و عقلمند کے ليے مايۀ ناز هوسکتي هيں - يهه وه وقت هے که مسلمانوں کي متفقه عملي کوشش اسبات ميں صرف هوني چاهيے که نه صرف اون اسباب پر غور کريں ' جو اسوقت اونکو هلاکت سے نکال سکتے هيں ' بلکه اون اسباب کو پيدا کريں ' اور اونپر کاربند هوں ' اور اونهيں اپنا دستور العمل بنائيں- اب تجاويز کا وقت نهيں بلکه کام کرنے کا وقت هے -

حضرت امام حسين عليه السلام کي شهادت کے عملي نتايج پر اگر غور کيا جاے تو صاف ظاهر هوجائيگا که آپ نے خدا اسکے رسول ' اور اسلام کي حقانيت کے اظهار ميں هر ايک قسم کا آرام ' سلطنت ' سامان اسايش و حکومت وغيره کو ترک کرکے اپنے بچے ' اپنے بهائي ' اپنے دوست و اقارب ' سب کے سب کمال اطمينان اور صبر و تحمل سے قربان کرديے اور حرف شکايت تک لب پر نه لاے - يه تمام تکاليف صرف اسوجه سے برداشت کي گئيں که يزيد کي بيعت کي بدعت کا اظهار رسول کے گهرانے سے نه هو اور رسول کي امت اون تمام مکروهات و ممنوعات سے بچے ' جو يزيد کے فسق و فجور نے عالم اسلام ميں رايج کردي تهيں -

اسلام کے فدائي ايسے هي هوتے هيں اور اسلام اسبات پر ناز کرتا هے که اسکي فدائيوں کي نظير ايسي هي معدوم هے ' جيسا که خود اسلام کا سا کسي اور دين کا هونا معدوم هے -

مجالس محبوزۀ سيد علي غضنفر صاحب ميں مومنين کا يه فرض هونا چاهيے که اُن اسباب کو پيدا کريں جو ايران ميں تحريک بيداري کا باعث هوں - جنکے ذريعه ايرانيوں کو اسبات کا علم هوجاے که اونکي آزادي ' اونکي قومي زندگي ' اور اونکي قومي سلطنت معدوم هوگئي هے اور اگر اونهوں نے اپنے اندر کوئي تغير پيدا نه کيا تو وه بهي انهي چند سالوں کے اندر هي صفحه هستي سے معدوم هوجائينگے جيسا که اور تساهل شعار اور دست و پا قوموں کا حشر هوا هے -

زياده نياز

حکيم امين الدين پورستر ات لا

فهـــرست

زر اعانـــۀ دولت عليۀ اسلاميـــه

—:※:—

(۱۳)

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

ايک سو پچيس روپيه جو بذريعه ڈاکٹر عبد الله خانصاحب ساکن بکاني وصول هوے ' اور جنکي مجموعي رقم فهرست نمبر ۱۳ ميں شائع کي گئي هے :—

	پائي	آنه	روپيه
محمد عبد الله خانصاحب بکاني	-	-	۱۰
مستر عبد الله خان صاحب	-	-	۵
مستر عبدل خانصاحب سب انسپکٹر	-	-	۳
منشي عبد الهادي صاحب هد کانسٹبل	-	-	۳
منشي نذر محمد خانصاحب جمعدار سابق	-	۴	-
نذير خانصاحب پٹول بارا	-	-	۵
منشي علي حسن صاحب محرر جودبسل	-	-	۴
گازي باران ميد پور	-	۸	۳
مسلمانان بهالنه	-	-	۴
وهاران موذي	-	۲	۴
مسلمانان رتلاني	-	-	۲
سلادر علي خانصاحب جمعدار بهالنه	-	-	۲
عبد الله خانصاحب	-	۸	۲
شيخ رحيم بخش کانسٹبل بکاني	-	-	۱
مرزا امير بيگ کانسٹبل	-	-	۱
منشي محمود خانصاحب کانسٹبل	-	۱	۱
امير خان صاحب کانسٹبل رتلاني	-	-	۱
الهي بخش صاحب هد کانسٹبل	-	-	۱
نظير خانصاحب کانسٹبل رتلاني	-	-	۱
منشي سليمان خان صاحب جمعدار جنگل	-	-	۱
شيخ احمد بخش صاحب ے نوري	-	-	۱
نور خانصاحب حوالدار	-	-	۱
محفوظ علي صاحب چپراسي	-	-	۱
نظير خانصاحب شحنه	-	-	۱
نبي بخش صاحب شحنه	-	-	-
بانکے علي صاحب شحنه	-	-	۱
شيخ غني صاحب	-	-	۱
ملان رحيم بخش صاحب	-	-	۱
سيد خانصاحب	-	-	۱
شيخ الله بخش صاحب	-	-	۱
منشي غفور خانصاحب	-	۸	-
اکبر خانصاحب	-	۸	-
ميرزا احمد بيگ صاحب	-	۸	-
رجب علي صاحب بوزه	-	۴	-
متفرق	۳	۱	-
برادران محمود	۹	۲	۴
(۱) معرفت منشي محمد عبد الغني صاحب پٹواري	-	-	۷
(۲) معرفت منشي محمود خانصاحب ملازم پولس	-	-	۵
(۳) معرفت مرزا امير بيگ صاحب کانسٹبل	-	۵	۸
(۴) معرفت عبد الله خانصاحب	-	-	۵

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

(۵)

—*—

انور بے کي طلبي سے ورود قسطنطنیه تک

—*—

(مقتبس از جرائد عثمانیه و مراسلۂ ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے)

—*—

نیز بحالت موجودہ غازي انور بے کا قسطنطنیه جانا بھي مخدوش تھا' اور بہت ممکن تھا' که اتحاد و ترقي کے مخالف ایک فتنۂ تازہ برپا کر دیتے اور کسي مفید فوجي خدمت کا بھي موقعه نه دیتے -

جنگ نے اپني ابتدائي منزلیں طے کیں' اور اس عجیب جنگ کي ابتدائي منزلیں ھي اسکی انتہا تھي - پیہم شکستوں کي خبریں برابر غازي موصوف کو پہنچتي رھتي تھیں اور پرنس عمر طوسون پاشا نے روزانه ڈاک کا انتظام کر دیا تھا -

تم' که جسم اسلام کے ایک عضو معطل' اور چہرۂ ملت کیلیے ایک داغ ناکامي ھو' جب مصطفی پاشا' قرق کلیسا' شار لو' اور لولي برغس کي شکستوں کي خبریں سنکر وقف درد و اضطراب ھوگئے تھے' تو اندازہ کرو که ان شکستوں کي خبروں نے موجودہ نسل اسلامي کے سب سے بڑے زندہ و کار فرما فرزند پر کیا اثر ڈالا ھوگا ؟

مشہور مجاھد دستور: (نیازي بے)

یه تصویر سنه ۱۹۰۸ - کي ھے - جب نیازي بے نے (رسنه) سے مشہور دستوري معرکه کا علم بلند کیا تھا -

اسلامي مصائب کي خبروں کے انتشار نے تمام عالم اسلامي کو جنگ طرابلس کے گذشته واقعات یاد دلا دیے تھے - ھر شخص آرزو کرنے لگا تھا که کاش " انور بے " آج درنه کي جگه ادرنه میں ھوتا ؟ مصر کے بعض غیرت مندان ملت نے چار آدمیوں کا ایک وفد طبرق بھیجا' تاکه غازي موصوف کو قسطنطنیه جانے کي طرف توجه دلاے - الجزائر سے صدھا مراسلات پہنچیں' جنمیں ارزلیں کي گئي تھیں که یه وقت طرابلس کي جگہه مرکز خلافت کے تحفظ کا ھے' اور آپکو کسي نه کسي طرح آستانه پہنچ جانا چاھیے - اخبار (الزھرہ) تیونس میں ایک موثر اپیل شائع ھوئي تھي' جس میں افسوس کیا تھا که انور بے آج قسطنطنیه میں نہیں ھیں -

آپ سنکر تعجب کرینگے مگر اب اظہار میں کوئی ھرج نہیں که آپکے ھندوستان سے بھي یہي پیام غازي موصوف کے نام بھیجا گیا تھا' اور ایک شخص نے اسي غرض سے وھاں تک کا سفر کیا تھا -

تاھم انور بے نے طرابلس سے حرکت نہیں کي اور یا خاموش رھے' یا یه کہا که " ایک وقت میں سپاھي کے سامنے ایک ھي جنگ ھوني چاھیے " -

* * *

اب وہ وقت آیا جب جنگ ملتوي اور صلح کے سامان شروع ھوے - کامل پاشا کے تاریک مقاصد بالکل روشني میں آگئے - اتحاد و ترقي کے ممبروں پر کھلے بندوں ظلم ھونے لگا' پریس دور حمیدي کے احتساب میں آگیا' اور جاسوسي کا بازار پھر گرم ھوگیا -

اتحادیوں نے دیکھا که ھماري طاقت بالکل ٹوٹ گئي ھے' اور اصلاح حال ھمارے امکان سے باھر ھے - اب اگر کوئي علاج ھے' تو یہي ھے که اس فرشتۂ نصرت' غازي انور بے کو طلب کیا جاے -

رھي ۸ - آدمي' جن میں سے بعض کے نام ھم لکھہ چکے ھین' اب اتحاد و ترقي کی اصلي کارکن جماعت تھي - پرنس یوسف عز الدین کي سر پرستي سے کسي قدر مطمئن اور بے خوف ھوگئے تھے - وہ جمع ھوے اور ایک پوري متفکر اور پر محن رات بحث و مشورہ میں بسر کي - وہ دیکھه رھے تھے که مطلع غبار آلود ھے' طوفان کے اثار شروع ھوگئے ھیں بادبان بیکار ھے' اور موجوں کے طمانچوں سے کشتي تہه و بالا ھو رھي ھے - اس وقت جب تک ایک غیبي ھاتھه ناخدائي نہیں کریگا' کشتي کا ساحل مقصود تک پہنچنا محال ھے -

لیکن سوال یه تھا که انور بے کو کیونکر اطلاع دي جاے ؟ اگر مصر کے ذرائع سے اطلاع دي جاتي ھے تو اتنا وقت نہیں ھے که خط و کتابت میں ایک عرصۂ طویل صرف کر دیا جاے - پھر خط و کتابت محفوظ طریقه سے ممکن نہیں - تیلي گراف اور پوسٹ افس' دونوں زیر احتساب تھے - ممکن ھے که انور بے کو عذر ھو' جب تک پوري طرح اصلي حالات منکشف نہونگے وہ اپنے عذرات کو پیش کرینگے

مدافع ملي : غازي عزيز بک

مجاهدانه اقدامات عظيمه نے اندرون طرابلس کو انکے ليے ناقابل تسخير بنا ديا هے

ايسي تفصيل خط و کتابت ميں ممکن بهي نهيں -

اسکا ايک هي علاج تها' يعنے فوراً ايک معتمد شخص روانه هوجاے اور مصر کي راه سے پوشيده طرابلس پهنچکر غازي انور بے کو اپنے همراه لاے - جو چند آدمي انقلاب کا سامان کر رهے تهے' ان ميں سے هر شخص خود قسطنطنيه ميں نهايت قيمتي وقت رکهتا تها' اور جن کاموں ميں مصروف تها' وه خود نهايت اهم اور عظيم الشان تهے - اسليے اس جماعت ميں سے کوئي شخص نهيں جاسکتا تها -

بالا خر راے قرار پائي که انور بے کے رفيق قديم و همراز' مشهور مجاهد دستور و جانباز ملت (نيازي بے) کو اس مهم کيليے منتخب کيا جاے اور ان سے درخواست کي جاے که ملک کو انقلاب دستور کے زمانے سے بهي بڑهکر ايک خطرناک حالت سے نجات ديں اور اس خدمت کو منظور کرليں -

يه معلوم نهيں که جس وقت يه تجويز قرار پائي' اس وقت (نيازي بے) کهاں تهے ؟ يقيناً وه کسي فوج کے همراه هونگے -

تاهم اسقدر قريب موجود تهے که فوراً انکو اطلاع دي گئي اور شريک کار هوگئے -

ڈاکٹر (مصباح الدين) لکهتے هيں که في الحقيقت هماري کاميابي کي اصلي تاريخ انور بے کے ورود سے نهيں' بلکه (نيازي بے) کي شرکت سے شروع هوتي هے - کيونکه اگر اِس جانفروش ملت کي خدمات عظيمه عين وقت پر ميسر نه آجاتيں' تو انور بے کا ورود اور اسکے تمام نتائج معيّره' ظهور پذير هي نه هوتے -

نيازي بے فوراً بهيس بدلکے قسطنطنيه سے ايک جرمن جهاز پر روانه هوگئے - اسکندريه سے قاهره آے اور بغير کسي کو اطلاع ديے (يهانتک که عمر طوسون پاشا اور اپنے بعض اخص الخواص دوستوں سے بهي نهيں ملے) طبروق پهنچے اور وهاں سے درنه اس هيئت ميں گئے (انور ... ايک کردي مجاهد کي صورت ميں انهيں ديکهکر

* * *

انور بے کے سامنے دو موانع سخت تهے :

... طور پر انکا جانشين

... ديا ... کا ...

و تربيت' اور جمعيت و جلب وسائل جنگ کا پورا انتظام کر سکے -

دوسرا خود (شيخ سنوسي) کا اطمينان -

امر اول کے طرف سے اطمينان کرنيل (عزيز بک) کي موجودگي نے کرديا' جو پہلے عراق ميں سرکاري عهده دار تهے اور اجراے جنگ کے بعد ايک مجاهد کي حيثيت سے آکر شريک جهاد هوگئے - انکے جانفروشانه عزائم اور مجاهدانه اعمال نے تمام قبائل اندرون طرابلس ميں انهيں هر دلعزيز اور محبوب القلوب بنا ديا تها -

(شيخ سنوسي) سے وه خود ملے اور (نيازي بے) نے قسطنطنيه کے تمام موجوده حالات انکے ذهن نشين کر ديے انهوں نے سمجهايا که اگر اس نازک ترين وقت ميں هم نے بهي غفلت کي تو طرابلس کي مدافعت کے نتائج بهي هميں کچهه کام نه دينگے -

ايک مجلس خاص مرتب کي گئي جس ميں انور بے نے اپنے چند خاص معتمدين اور محرمان راز کو بلايا اور اس بارے ميں مشوره کيا - پچهلے نمبر ميں اس موقعه کي ايک تصوير درج کي جا چکي هے -

(المويد) کي وه تمام اشاعات محض کذب و افترا تهيں' جن ميں (انور بے) کے اس حالت ميں چلے آنے کا شکوه کيا گيا تها که تمام قبائل عرب اور شيخ سنوسي انسے برهم هوگئے هيں اور متاسف هيں که خلاف عهد انهوں نے بے وفائي کي - جو دل اسلام اور اسکي ملت بيضا سے عهد وفا باندهچکا هے' وه کسي سے بے وفائي نهيں کرسکتا -

شيخ سنوسي خود غازي موصوف کے سفر کے اراده ميں شريک تهے - انکو قسطنطنيه کے تمام موجوده حالات سمجهاے گئے تهے' اور وه جانتے تهے که اس وقت (انور بے) کي خدمات کا اصلي مستحق اندرون طرابلس نهيں هے - عزيز بک سرحد سلوم تک خود انکو پهنچانے آے تهے اور (موٹرکار) ميں انکے ساتهه بيٹهے تهے - البته مصالح وقت کا اقتضا يهي تها که اس حرکت کو بالکل پوشيده رکها جاے' اور انور بے کے عجايب اعمال کا ايک بڑا جلوه' انکي پوشيدگي اور طلسم نمائي هي ميں هے -

بهر حال (انور بے) روانه هوگئے - (سلّوم) سرحد مصر کا وه اخري مقام هے' جس پر جنگ طرابلس کے زمانے ميں برطانيه نے باسم مصر قبضه کرليا - وهاں تک وه اپني خاص موٹرکار ميں آے انکے همراه صرف انکا ايک جان نثار ملازم تها' جسکو وه اپنے ساتهه قسطنطنيه سے لاے تهے -

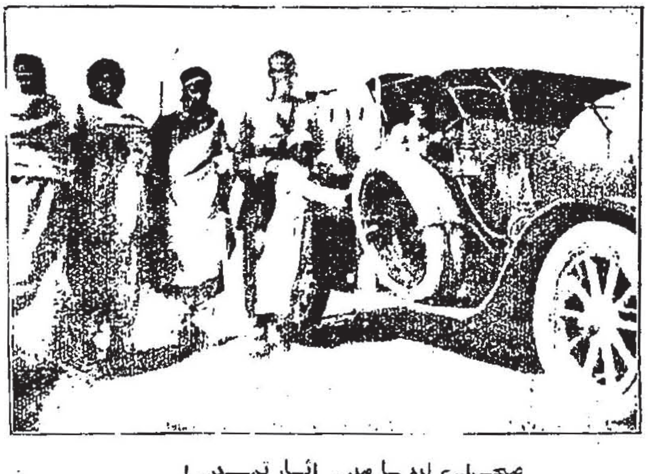

صحراے ليبيا ميں آثار تمدن !

(غازي انور بے) موٹرکار ميں بيٹهکر طبروق جارهے هيں